بسم اللہ الرّحْمن الرّحیْم **وصلی اللہ علیك یا ولی العصر ادرکنا**

اشتیاق خلد تقاضہ فطرت ہے

خلہ لغوی معنی :

(۱) جو پرانا نہ ہو۔ جو ہمیشہ نیا رہے۔ یعنی اس پر کہنگی کبھی نہ آئے۔

(۲) استمرار، جاری رہنا

اصطلاح

بہشت: قرآن میں خلد ہمیشہ کی زندگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اچھی اور بری دونوں زندگی کیلئے۔

اشتیاق

شوق خواہش تمنا، چاہت (یہاں برائے طول عمر)

عنوان زیر بحث بظاہر معلوم ہوتا ہے لیکن جب اس پر عقل وخرد کی روشنی پڑتی ہے تو مقصد تخلیق انسان کی حقیقت کے راز و رموز پر پڑے پردے اٹھنے لگتے ہیں اور نیکی طینتوں اور پاک بینوں کو اپنے وجود کی اشرفیت کے افلاک پر پھیلی ہوئی وہ جلوہ گاہیں نظر آتی ہیں جس سے وحشت زدہ قلب **"الممكنة في قلوب المؤمنين"** قول الہی کے سکون آمیز دائرہ میں آجاتا ہے۔

تکوین عالم سے بشریت میں اقتضائے فطرت کا وہ عنصر جو حیات دنیوی کی بقا کا ہے اساسا موجود ہے۔ یعنی بشر نے آغاز زندگی کی جب سے سانس بھری ہے یہ اصول اس کے ذہن کو مضبوطی سے جکڑے رہا کہ اسے جینا ہے۔ مرنے سے گریزاں رہا اور جینے کے شوق کو مہمیز کرنے میں چاروں طرف جستجو کی نظر ڈالتا رہتا ہے اور وہ اپنی بساط بھر اسباب بقائے زندگی کے مہیا کرنے میں مصروف رہتا ہے تا کہ اسکی زندگی میں کوئی موڑ ایسا نہ آئے جہاں اس کی زندگی کو خطرہ لا حق ہو جائے۔

حیات در دنیا اور اس کی پیش رفتی و قدیم ترین زمانہ یاد کیجیئے جسے پتھروں کا زمانہ کہتے ہیں۔ یہ ابتدائے تہذیب انسانی کی تاریخ میں رقم ہے۔ چونکہ انسان فطرتا ایک سماجی جانور ہے لہذا گروہ بن گئے۔ آذوقہ کیلئے جانوروں کا شکار کرنا اور شکار

کیلئے پتھروں کے اسلحے تیار کرنا یہ مشغلہ دنیا کے تاریخ نویسوں اور محیققین نے سپرد قلم کیا اور جب اس ابتدائی انسانی تہذیب کا ذکر آیا تو یہ پڑھا کہ اس گروہ میں آپس میں ایک دوسرے سے نخچیری عمل میں نہ لائیں تو اس گروہ کی ماں کو اپنا سر پرست مان لیا۔ عقل نے ماں کو ترجیح دے کر اپنی بقا کا ضامن قرار دے دیا۔ اسی پتھروں نے آتش فروزاں کا پتہ دیا اور اس طرح تہذیب انسانی نے اپنی بقائے حیات کیلئے اور طولانی زندگی بسر کرنے کے اسباب تلاش کر لئے۔ ماں جب حاکم بنی تو انصاف اس کی فطرت کا وہ تقاضہ تھا جہاں ایثار اور نفاق کی بھی صورتیں پیدا ہوئیں۔ بس اس طرح زندگی کو باقی رکھنے کی تمنّا سے بقائے حیات انسانی کی تمہید سماج انسانی کی تشکیل ہوئی اور قدیم زمانہ سے نقوش چھوڑتے گئے۔

مورخین اور محققین انسان کی حیات کا آغاز اور اس کی پیش رفتی، ان کے ذہنی رفتار اور اِنسانی قدیم ڈھانچوں کی ترتیب اور تلاش پر مبنی ہے جو اسلام کی وہ تاریخ جو خلقت انسانی اور اُسکی یعنی انسان کی پیش رفتی سے چنداں مختلف ہے لیکن چونکہ یہاں موضوع انسان کی فطرت اور اس کی طبیعی زندگی سے ہے لہٰذا اسی کے تحت تقاضے کس طرح بروئے کار آئے ہیں شروعات اسی سے راقم الحروف نے کیا ہے۔ یہاں رک کر یہ بات کہنا ضروری ہے کہ جب اللہ تعالی کا کوئی کام بغیر مقصد کے نہیں ہوتا تو وہ فطرت کے تقاضے کو تشنہ کام نہیں چھوڑ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کے لئے اپنا ولی ارض خاکی پر قائم رکھا ہے۔ ہم نے اس تجزیہ تقاضہ فطرت کو دنیا میں آتے ہی دستک دینا شروع کیا ہے اس کی وضاحت دیں گے۔

مذکورہ بالا حقائق سے نتیجہ اخذ کیا جائے تو یہ صاف ہو جاتا ہے کہ "اشتیاق خلد تقاضائے فطرت ہے" (یعنی ذہن انسان بہ تقاضائے فطرت اس جگہ کی تلاش میں ہے جہاں وہ رہ سکے) اور ہمیشہ رہ سکے یا طویل مدت حیات پاسکے۔

ماں ابتدائے زمانہ سے: یہ تقاضہ خفی ہو کر آواز دیتا ہے اور پھر شدت کے ساتھ اپنے مدارج طے کرتا ہے۔ ماں ایک محترم ذات کا نام ہے جس نے انسان کو جنم دیا۔ اللہ تعالی نے اس کو اپنی تمام برکتوں اور خوبیوں سے نوازا ہے۔ انسان بعد از ولادت جب گھپ اندھیرے سے دنیا کے اجالے میں آیا فطری طور پر متضاد ماحول میں سانس لیتے وقت وحشت کی بنا پر گریہ کناں ہوا رو یا۔ آواز سے رویا جس کیلئے اس کے گوش مانوس نہ تھے لیکن جیسے ہی ماں نے سینے سے لگایا حیات نو کی خوشی میں پستان مادر کی طرف لہکنے لگا۔ گو یا ماں کے سینے سے ممتا کا جوش ابھرا اور سینہ میں تسنیم کوثر کی حیات بخش نہروں سے موجیں اٹھنے لگیں۔ اورنوزائیدہ ہمک ہمک کر اسے پیتا

رہا۔ بھوک لگی۔ دودھ سے کچھ دیر کیلئے محروم ہوا انجاما اشتیاق خلد نے اس کی فطرت میں کروٹ لی رونے لگا۔ ماں جسے بچے کیلئے ضامن بقائے حیات بنایا تھا اگر کسی کام میں مصروف ہے سب چھوڑ کر اپنے بچے کی طرف بھاگی دوڑی جھپٹ کر بچے کو گود میں لے لیا۔ شیر مادر اس کے گلے میں ٹپکتے ہی تھوڑی دیر کے بعد کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ یہ اشتیاق خلد کا تقاضا خفی تھا جو اس کی تکوینیت میں منجانب خالق جو ہر حیات بنا کر رکھد یا گیا تھا۔

آمدم بر سر مقصد شیر مادر کا اثر ہے کہ باپ اپنے بچپنے میں، جوان اپنی جوانی میں، ضعیف اپنے ضعف پیری میں اپنی عمر کے طولانی ہونے کے لئے خود کی حفاظت اور مصونیت کی شمع کو اپنی بساط بھر تمام کوششوں کو فانوس بنا کر اسے بجھنے نہیں دیتا اور جب آخر الامر طبیعی حیات کی شمع آخری لو دینے لگتی ہے اللہ کو یاد کرتا امید حیات جاویدانی لے کر ظلم سے خلد بریں کی طرف کوچ کرنے کی تمنا لے کر اس دنیا سے گزر جاتا ہے۔

آتش

قارئین کو یاد ہوگا کہ ابھی تہذیب انسانی نے جنم لیا ہی تھا کہ اس نے پتھروں کے ذریعہ آگ۔ آتش کو ڈھونڈ نکالا رفتہ رفتہ عقل و خرد نے بقول علامہ اقبال "سفال آفریدی ایاغ آفریدم" اے اللہ تبارک تعالی تو نے مٹی پیدا کی تھی میں نے پیالے بنائے فروت بنائے۔"ظروف بنائیں۔ بس غذائیں تیار ہونے لگیں ہواؤں کے جھونکوں نے آگ کو بھڑکایا۔ آب و گل سے استفادہ کیا۔ ذائقہ بدلا۔ بقائے حیات کیلئے مختلف النوع غذا، کھانے تیار ہونے لگے۔ کون سی غزا صحت کیلئے مفید ہے۔ کس چیز کے استعمال سے زندگی میں تازگی آتی ہے۔ بیماریاں قریب نہیں آتی ہیں۔ تن کی درستی من کی درستی کا پیام لاتی ہے۔ دل کھلتا ہے۔ آنکھیں روشن رہتی ہیں۔ قدم مضبوطی کے ساتھ زمین پر اٹھتے ہیں۔ کمزوری دور ہوتی ہے۔ ایک بزرگ نے کہا "چلو تو بہت چلو گے" میں نے پوچھا کیا مقصد ہے۔ آپ نے فرمایا." چلنے سے زندگی بڑھتی ہے" یہ لفظیں بزرگ سن رسیدہ شخص کی زبان سے ادا ہوہیں تو ایسا لگا جیسے پیکر انسانی کے تمام اجزاء "آب" - "باد" - آتش اور "مٹی" سب بول اٹھے۔ اور جیسے سب ایک زبان ہو کر کہہ اٹھے کہ جینے کی ہی تمنا میں ہر فرد۔ ہر انسان جو صاحب عقل خرد ہے ان اجزا کو متناسب رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور تمام حیات میں اپنی سعی بلیغ کو اسی جانب جاری رکھے گا۔ آج ڈئٹیشین (Dietician) کا دانشگاہوں میں نیا نصاب اس امید کے ساتھ ایک شعبہ تعلیم بن کر سامنے آیا ہے جس کے علوم سے فارغ ہو کر طلبا ء اسپتالوں اور

دوسرے مراکز میں کام کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں مجھے یاد آیا کہ آج سے تقریبا پچاس برس پہلے کی بات ہے ایک بچے نے جنم لیا جو صرف ۳ پونڈ کا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے مال کا دودھ پینے نہیں دیا بلکہ Incubator میں رکھوا دیا اور باہر سے دودھ میں دوا ڈالکر اسے پلاتے رہے۔ بچہ صرف ۲۰ روز زندہ رہا۔ اسی جگہ ایک ماں نے صرف دو پاؤنڈ کے بچے کو جنم دیا اور اس ماں نے بچے کو کم وزن کی وجہ سے اپنے سے الگ نہیں کیا اور اسے اپنا دودھ پلاتی رہی۔ وہ بچہ بچ گیا اور جوان ہو کر ایک مضبوط فرد کی حیثیت سے اٹھا۔ پھر یہ تھیوری سامنے آئی کہ ماں کے دودھ میں وو تمام اجزاء موجود ہیں جو بقائے حیات کیلئے کافی ہیں آج جب دنیا میں ہر طرف، ہر سمت سے تلاش اور ترقی اور ایجاد کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔ وہیں طول عمر کیلئے تمام تر ذہنی کاوشیں بروئے کار آرہی ہیں۔ یہ بڑے بڑے اسپتال، نرسنگ ہوم، ورزش کے ذریعہ بہت سے علاج وغیرہ وغیرہ اسی اشتیاق خلد تقاضائے فطرت کا نتیجہ ہیں۔

مذکورہ بالا بیان انسانی فطرت کے ان تقاضوں کے تحت ہے جو انسان کو طویل مدت تک زندہ رکھنے کے مختلف تحقیق کے میدان میں کوشاں اور جویا رکھتے ہیں۔ لیکن مادی ترقی اور ایجادات نو کا جب اوسط نکالا گیا تو انسان وہی ہے اور وہیں ہے جہاں ماضی بعید کے عمردراز کا کم و بیش اوسط ہے۔ اس عمر کے طولانی ہونے کیلئے اور پیکر خاکی پر کرب، درد اور بے چینی کے اثرات ہر عقل انسانی نے اور ماہر نفسیات نے ہر جگہ مذہب کا سہارا لیا ہے۔ دنیا میں کون ایسا متنفس ہے جو حیرانی، پریشانی، ذہنی اُلجھن، وحشت، گھبراہٹ کے بھنور میں نہیں کھڑا ہے۔ جسکے نتیجے میں ہر انسان اطمینان اور سکون قلب اور کرب و بے چینی کے ازالہ کے لئے اسباب تلاش کرتا ہے۔ حیرت زدہ انسان کے لئے دو راستے کھلے ہیں جہاں وہ اپنی پریشانیوں کو سکون میں بدلنے کے لئے اقدام کرتا ہے۔ ایک وہ راستہ جو مذہب کا ہے دوسرا انحراف کا۔ اس طرح دو گروہ میں انسان بٹ گئے ہیں ۔ ایک راستے پر اشرار کا سفر حیات ینوی ہے اور دوسرا راستہ اخیار کا ہے جو صاحب بصیرت ہے وہ اطمینان کی سانس لیتا ہے یہ کہکر **اَلَا بِذِکرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ** اور جو عقل کاندھا ہے متحر رہتا ہے **لَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْر** قرآن کی آیات پر غور کرنے والا اللہ کی نشانیوں سے سبق لیتا ہے۔ لیکن ان دونوں راستوں کے مسافروں کی مشترک فکر طول حیات کے مرکز پر گھومتی ہے۔ اسی حیات طولانی کیلئے نو کشت و خون سے گذر کر اپنے سر پر تاج شاہی رکھ لیتے ہیں یا بخد استطاعت امارت و اسارت کیلئے بھائی بھائی سے لڑ جاتا ہے۔ داستان حضرت یوسف علیہ السّلام اس کی آئینہ دار ہے۔ بس انبیاء آئے اور انسان کی زندگی اور تمنائے طول عمر کا راز سمجھایا اور پاکیزہ زندگی کے بسر کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ اور احکام خداوندی کو اپنی قوم کے افراد کے ذہنوں میں اتارا۔ انبیاء کا، اوصیاء کا، صالحین کا جو منجانب خالق فطرت جس نے انسان کو اشرف کا درجہ دے کر اس دنیا میں بھیجا ہے اس

کی ہدایت اور رہبری کیلئے تکوین عالم سے قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ متنبہ کرتا ہوا اپنی کتاب یعنی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (سورہ ابراہیم ۴-۳)

ترجمہ : وہ کفار جو دنیا کی چند روزہ زندگی کو آخرت پر (جو نعیم ابدی ہے) ترجیح دیتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی راہ پر چلنے سے روکتے ہیں اور اس میں خوامخواہ کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں یہں لوگ بڑے درجے کی گمراہی میں ہیں اور ہم نے جب کوئی پیغمبر بھیجا تو اس کی قوم کی زبان میں باتیں کرتا ہوا تاکہ اس کے سامنے ہمارے احکام بیان کر سکے تو یہں خدا جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسکی چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔

قارئین کرام کی توجہ آیت کریمہ کے آخری جملے کی طرف مبذول کرتے ہوئے عرض کروں کہ اس "گمراہی" اور "ہدایت" میں اشتاق خلد تقاضائے "فطرت" کا راز مضمر ہے۔ وہ چاہتا ہے عمر طویل ہو عیش وطرب باقی رہے لیکن کیا باقی رہے اور کہاں باقی رہے وہ خود اسکے انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

جب انسان کو اپنی فطرت کے تقاضہ کے مطابت کہ اسے طویل عمر نصیب ہو اپنی خلقت پر انبیا علیہم السّلام کے احکام کی روشنی میں کیوں نہیں غور کرتا طول عمر کی تمنّا خود کہہ رہی ہے زندگی دور تک چلے پھر اختتام پذیر ہو یعنی ختم کا احساس تو ہے لیکن ختم کے نام سے گھبراتا ہے۔ اسی گھبراہٹ اور اُلجھن کے تارو بور میں اشتیاق خلد کے تقاضہ موجود ہیں۔ نظام قدرت دیکھئے اس دنیا میں جناب خضر علیہ السّلام ہیں۔ اسی دنیامیں حضرت یونس علیہ السّلام ایک طویل مدت شکم ماہی میں گزار کر خدا نے انہیں نجات عطا کی اور دنیوی زندگی کی طویل مدت گزار کر راہی فردوس بریں ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السّلام اپنی طویل عمری کی بنا پر آدم ثانی کہلائے۔ انبیا علیہم السّلام نے احکام خدواندی کے بعد یہ ضرور احساس دلایا کہ دنیا میں طول عمر کا تقاضا اختتام کی دستک ہمیشہ دیتا رہے گا۔ لیکن اگر اس مقصد کے تقاضہ کو سمجھنا ہے تو احکام خداوندی پر فکر کو مہمیز کرو۔ زندگی دوام کا پیغام لائے گی۔ مفکر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال کہتے ہیں۔

موت کو سمجھاہے غافل اختتام زندگی

ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

قارئین کرام اشتیاق خلد کے تقاضہ کو طول عمر فقط دنیا میں رہنا سمجھنا کوتاہی فکر کا نتیجہ ہے۔ انسان اپنی فکر اور عقل پر اس تقاضے کو اپنے ذہن میں رکھ کر جیتا ہے اور مرنے سے بچنے کیلئے اسباب فراہم کرتا ہے لیکن انجام کو پیش نظر رکھتا ہے یعنی ختم کی منزل بھی دھوئیں کی طرف اس کی نظر میں رہتی ہے۔ اسلام نے اس نظریہ حیات کو دوسرے مذاہب کے مقابل میں نہایت عقلی، فکری اور فطری طور پر کھلم کھلا نشانیوں کے ساتھ توالا ہے اور انسان کی دوامی زندگی کیلئے تاریخ میں روشن نشانیوں کی مضبوط اساس پر قائم کر دیا ہے اور یہ کہکر حجت تمام کردی **وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَغُ الْمُبِيْنَ۔** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رسالت کے فرائض منصبی کو آخری سانس تک نبھایا اپنی رحلت کے بعد قرآن و اہل بیت علیہم السّلام اور اپنی سیرت طیبہ کا وہ منارہ نور نصب کر دیا جو مشرقین اور مغربین کے پاسیوں کو اپنی طاقت اور اپنے وجود کی عظمت اور دائمیت حیات پر دعوت فکر و عمل دیتا رہے گا۔ چنانچہ انسان نظریہ اسلام کے تحت اپنے پیکر وجود میں یعنی بعد از خلقت پانچ مراحل سے گزرتا ہے۔

پہلا مرحلہ

جب انسان شکم مادر میں رہتا ہے۔ **خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ** " شکم مادر میں یہ بچہ اپنی زندگی کی خبر اپنے حرکات سے دیتا رہتا ہے۔

دوسرا مرحلہ

دنیائے آب وگل جب بچّہ شکم مادر میں اپنی حیات کی معینہ مدت پوری کر لیتا ہے تو تاریکی سے اس دنیا کے اجالے میں آتا ہے۔ رفتہ رفتہ مانوس ہونے کے بعد وہ بچہ جوانی اور پیرانہ سالی کی طبیعی زندگی گزار کر موت سے ہمکنار ہو جاتا۔

اے رسول تم سے پہلے کیا کسی کو ہمیشہ کی زندگی دی ہے اور اگر تم مرجاؤ گے تو کیا ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

(سورۃ انبیا : ۳۴)

تیسرا مرحلہ

برزخ ۔ انسان کی روح مرنے کے بعد عالم برزخ میں چلی جاتی ہے یا وادی السلام میں یاوادی برہوت میں۔ جیسے اعمال ہوں۔

چوتھا مرحلہ

قیامت کا **(وَ بِالْآخِرَةِ ہُمْ یُوقِنُوْنَ)**

پانچواں مرحلہ

انجام۔ اشتیاق خلد : **یَا اَصْحَابَ النَّارِ یَا اَصْحَابَ الْجَنَّةِ**

سوال

کیا انسان کی فطرت میں عنصر اشتیاق خلد کو خالق نے بے مقصد و بے معنی رکھا ہے یا اس عنصر کے تحت انسان کو بقائے دوام کی آرزو کا سر چشمہ قرار دیا ہے۔

یہ پڑھ کر روح کانپ جاتی ہے کہ وہ پروردگار۔ وہ خالق بشر جس نے عدم سے نکال کر وجود کا پیکر دیا ہے اس نے اگرکسی سے سوال کیا کہ کیا تمھیں پھر فنا کے عدم میں ڈال دیا جائے تو روح چیخ اٹھے گی۔ لہذا وہ اگر مغضوب ہے تو **اَصْحَابُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خَالِدُوْنَ** کے مصداق کو فنا پر ترجیح دے گا۔

مذکورہ بالا خلقت کے پانچ مراحل میں سب سے اہم۔ سب سے مرکزی حیثیت رکھنے والا اور انجام سے خبردار کر نے والا۔ اور چاروں دیگر مراحل میں ایک فیصلہ کن مرحلہ "دنیاوی زندگی کا مرحلہ ہے" یہاں قادر مطلق خلاق کائنات نے انسان کو کھلا ہوا۔ آزاد اور مختار چھوڑ دیا ہے۔

پھر ایک ندا کے ذریعے فطرت انسانی کو متنبہ کیا "میں ایک کنز مخفیہ ہوں وہ جو اس ذات کبریا کو بہچانے گا اور اس کی اطاعت کرے گا اسے نعمت والا کہا جائیگا وہ غیر المغضوب ہو گا۔ جس نے تساہلی اور ظلم سے کام لیا اسکا انجام عذاب الیم ہے۔

عقل

خالق نے انسان کو عقل جیسی نعمت عطا کی۔ جو اچھے برے کی تمیز پیدا کرتی ہے۔ عقل پر ہی سزا اور جزا کا مدار ہے۔ عقل کی روشنی دینے کے بعد بڑی بڑی مثالیں قائم کر دیں جس پر عمل کے ذریعے انسان خود کو پرکھتا ہے۔ لغزش اور گناہوں سے بچتا رہے اور یہ کہہ کر حجت تمام کردی" **اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنِ** " پھر انبیاء علیہم السّلام کا ایک طویل سلسلہ قائم کیا جو انسان کو گمراہی سے بچنے کی تعلیم دیتے رہے۔ اور آخر

میں خاتم الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذریعہ دین کو کمال و تمام تک پہنچایا۔ بعد حجت تمام کردی جب ائمہ معصومین علیہم السّلام کو اسکی حفاظت پر مامور کیا۔ چنانچہ تمام قرائن و شواہد موجود ہیں کہ خاتم الائمہ حجت خدا پردہ غیب میں رہ کر اسکے دین کی حفاظت پر مامور ہیں۔ خاتم المرسلین کی پیشن گوئی۔ قرآن کریم کی تصدیق سب کچھ انسان کی راہ نمائی کے لئے فراہم فرمادیا۔ جسکی ایک طویل فہرست ہے جو ۱۴ صدیوں سے تازہ دم ہے۔

سوال

آخر یہ سب کیوں؟ اور بڑی بڑی مثالیں کیوں قائم ہیں؟

شیطان

خلقت آدم کے بعد ہی عدل الہی کو شیطان نے للکارا۔ اس کی عبادت کے عوض اسے ایک وقت معلوم تک اولاد آدم کو گمراہ کرنے کی مہلت ملی۔ پھر کیا تھا۔ شیطان نے خاصان خدا کے خلاف اور انسان کوگمراہ کرنے پر اپنی کمر کس لی۔خدا نے یہ کہہکر مہلت دی کہ تو میرے مخلص بندوں کو گمراہ کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو گا۔

قدرت خداوندی

اللہ تبارک و تعالی نے تمام اہتمام اور انتظام پیدا کر دئے تا کہ وہ انسان کو بہکا نہ سکے۔

او ہام

انسانی وسواس اور اوہام نے بت پرستی قائم کی۔ اللہ تبارک و تعالی نے ابراہیم علیہ السّلام بت شکن سے لے کر علی مرتضیٰ علیہِ السلام بت شکن تک انبیاء علیہم السّلام کا ایک طویل سلسلہ قائم کر دیا۔ عقل سوال پر سوال کر رہی ہے۔ کیا شیطان کی بھڑکائی ہوئی کوسوں دور تک پھیلی ہوئی آتش نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو جلا کر خاک کر دیا۔ جی نہیں، حکم خدا صادر ہوا ۔ یا نار کوني بردا وسلاما علی ابراھیم۔ لیکن تو خدا کے حکم سے آگ کی تاثیر بدلی۔ کربلا میں آگ نے تاثیر نہیں بدلی۔ خیمے جلے۔ تین روز

کے پیاسے بچوں پر سورج کی تپش سے زیادہ خیمہ گاہوں کے جلنے سے چہرے آماس کر آئے۔ مخدرات عصمت و طہارت نے کس حال میں شام غریباں گزاری۔ اے عقل تیری پرستش کو آگ لگے سوچ ذرا دین اسلام کو خاصان خدا بچا نہیں لے گئے۔ ڈوب کر پار ہوگیا اسلام۔ آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے ؟ لیکن۔ یہاں خدا نے اپنا حکم نازل کیوں نہیں کیا۔ جن کے رتبہ میں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔ خدا نے کہا ہے یہ دنیا امتحان گاہ ہے نتیجہ اسکا۔ آخرت ہے ۔ جب حر امتحان میں کامیاب ہوئے حسین علیہ السّلام نے کہا۔ حر میری دو انگلیوں کے درمیان دیکھ۔ حر نے دیکھا جواب دیا۔ اپنا گھر دیکھ لیا سایہ طوبي ویکھا۔

حضرت عباس علیہ السّلام دم آخر اپنے مولا سے کہتے ہیں۔ اب روح سوئے خلد بریں جاتی ہے آقا، اک نیند سے خادم کو چلی آتی ہے آقا یہ شاعر کی تخیل بھی ہوسکتی ہے؟ غور کر عقل۔ تیرہ برس کے قاسم کا یہ جملہ۔ اگر ہم حق پر ہیں تو موت شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ سے یہ شاعر کی تخیل نہیں بلکہ آفاق کے ہرگوشہ سے آواز حق بن کر آٹھ رہا ہے اور جسے شاعری کی تخلیق کہتی ہے تخیل نہیں ہے بلکہ اشعار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی حقیقت کا دلسوز بیان ہے۔

<u>خلاصہ</u>

غرض یہی دنیا کی عمر ہے۔ جو دوام کی خبر دیتی ہے۔ اسی دنیا میں امتحان ہر قدم پر ہر جنبش لب پر ہر صورت پر۔ بلکہ ہر لمحہ سختیاں لے کر کھڑا ہے۔ اس لئے کہ اسلام رسالت الہیہ کا آخری دین ہے۔ جس نے چوطرفہ نہیں بلکہ ہر طرف اوہام شیطانی کے بچھائے ہوئے جال کو چیلنج کیا اور اسے توڑ دیا۔ وہ اس دنیا سے کامیاب و کامران گزرا (حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا جملہ بوقت شہادت یاد کرو :رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا) حدیث کساء میں اس کامیابی کا ذکر دلنشین ہے۔

شیطان کب تک چپ ہو کر بیٹھنے والا تھا اس نے بھی پاؤں پھیلانے شروع کئے۔ حکومتیں سیاست کریہہ اور ظلم کا سودا لے کر اسلام کے سامنے آ گئیں۔ اللہ تعالی نے اوصیاء کو حافظ دین قرار دیا۔ تین سو انتیس سال کے بعد اپنے آخر محافظ کو غیبت میں رکھ کر مسند ہدایت پر جلوہ گر کیا۔ اور ان الشیطان عدو مبین. بے شک تمہارا سب سے بڑا دُشمن شیطان ہے اور بقیة الله خیر لکم إن کنتم مؤمنین۔ بقیة الله الاعظم خیر ہی خیر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔ اس کی طرف متوجہ رہو - وان اعبدونی هذا صراط مستقیم۔ میری عبادت کرو یھں صراط مستقیم ہے ۔ سب اللہ کی طرف سے آئے ہو اور اللہ کی طرف ہی پلٹ کر جاؤ گے یہ نہیں کہا کہ ختم ہو جاؤ گے۔ کہا جاو گے۔

اب جب جیسے جیسے عہد گزرتے گئے ادوارکا چرخہ چلتارہا۔ شیطان نے اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دئے۔ اصنام سے بھری بے شمار عبادت گاہیں روشنی سے جگمگانے لگیں۔ آزاد فکری نے حد و د شریعت کے سرحدوں کو توڑ دیا۔ اقتصادی بد حالی نے رواداری کی آواز بلند کی۔ خاصان خدا کو قدامت پرست کہکر غیر تو غیر اپنے بھی منہ چڑھانے لگے ارض خاکی پر جگہ جگہ خونریزی کی داستان عام ہوگئی۔ بیہودیوں نے مسجد اقصی پر قبضہ کرلیا۔ رہی سہی کسر دہشت گردوں نے پوری کر دی۔ طالبان جیسی سیکڑوں خون آشام تحریکوں نے زور پکڑ لیا۔ عراق میں ہر روز معلوم نہیں کتنے گھر اُجڑ رہے ہیں۔ کتنے بچے یتیم ہورہے ہیں کتنی بہنوں کے بھائیوں کی قبر تک نہیں ملتی۔ کتنی مائیں ماتم کر رہی ہیں۔ لیکن کیا وہ جو اللہ کا خلیفہ جو تمام مخلوق پر اور تمام بندوں پر اللہ کی طرف سے دسترس رکھتا ہے اور جو اللہ کا ولی ہے تمام ارض خاکی پر اور تمام نسبتیوں پر خاموش بیٹھا ہے؟ ایسا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ قوم جو اس سے لو لگائے بیٹھی ہے وہ ختم ہوگئی ہوتی۔ زمین پر ابھی سبزے لہلہارہے ہیں۔ کھیتیاں ہری بھری ہو رہی ہیں۔ چشمے ابل رہے ہیں۔ دریا ساحل کے حدود میں ہیں سمندر نے زمین کو نگلا نہیں ہے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ نہیں ہوئے ہیں۔ یہ سب اس بزرگوار کی برکت ہے جو اللہ کی طرف سے غیبت کی اوٹ سے باہر آئے گا۔ ظاہر ہوگا۔ آفتاب امامت کی کرنیں مردہ زمین میں بھی روح پھونک دیں گی اور یہ زمین پر زندہ ہو کر ہر ظالم کے پاؤں کو جکڑ دے گی۔ چاروں طرف سے ہونے والے حملوں کو روند کر رکھ دے گا۔ آثار سب ظاہر ہو رہے ہیں۔ قرآن سہارا دے رہا ہے "یرونہ بعیدا ونراہ قریبا۔" کیا قرآن جو کلام خدا ہے ہماری پشت پناہی سے دستبردار ہوگیا ؟ نہیں اس نے صاف صاف کہا اس زمین کے وارث ہمارے وہ بندے ہوں گے جو اس دنیا میں کمزور کر دئے گئے ہیں۔ (مراد حضرت حجت علیہِ السلام سے ہے)

بات اس دنیا کی زندگی کے چند روز کی چلی تھی جو آغاز حیات ابدی جس کا اشتیاق فطرت کے ریشہ ریشہ میں بسا ہوا ہے۔ اسی بنا پر تقاضائے عدالت الہیہ ہے کہ وہ انسان کو حیات ابدی عطا کرے اور معدوم نہ ہونے دے۔ لیکن تقاضائے عدالت الہیہ یہ بھی کہ وہ جو امتحان میں کامیاب ہوں گے اور اپنے اختیار و شریعت الہی کے حدود میں باقی رکھیں گے وہ انعمت کے مصداق جزا کے مستحق ہونگے اور ہوا و ہوس میں غفلت کی زندگی گزار کر اپنے خالق کی نعمتوں کا انکار کرتے ہوئے مطلق العنانی اختیار کریں گے وہ مغضوب کے مصداق **اَصْحَابُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خَالِدُوْنَ** ہوں گے۔ بے شک نیک بندوں کے لئے خلد بریں آغوش پھیلائے ہوئے انتظار کر رہی ہے۔
میرے آقا، پردے میں رہ کر ہماری مدد کرنے والے چاروں طرف جال بچھے ہیں خوشنما دا نے ان پر چنے ہوئے ہیں۔ نفس امارہ اس طرف لکہتا ہے۔ میرے مولا اسے قابو میں

رکھنے کی توفیق دینا۔ اس دنیا سے جب جائیں آپ کا رخ زیبا میرے سامنے ہو۔ اور اشتیاق خلد بریں کی راہیں ہموار ہیں ۔ آمین۔

اے میرے مولا میرا عشق بےحد دیوانگی آپ کو پکار رہا ہے۔ یہ دیوانگی جس پر ہزار فرزانگی قربان شب روز آپ کو ڈھونڈھ رہی ہے جیسے ایک بے تاب ماں اپنے گمشدہ بچے کی تلاش میں مجمع کثیر میں بے تا بانہ بھاگ رہی ہو۔ مولا آپ کے لبیک کی دلنشیں آواز کا شیریں رس میرے کانوں میں کب ٹپکے گا۔ آواز دو مولا آپ کے چاہنے والے اب دیواروں سے دیوانہ وار سر پٹخ رہے ہیں۔ شاید آواز آر ہی ہے نماز قائم کرو عبادت کی روح نماز ہے میرے ظہور میں تعجیل بو یہ دعا کرو۔

نفس باد صبا مشک فشاں خواهد شد

عالم پیرد گر بار جواں خواهد شد

طول عمر سنت خداوندی ہے

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت خدا کے حکم سے اپنے جانشینوں کا اعلان فرمایا امت کے سامنے با قاعدہ واضح طور پر بیان فرمایا :

"میرے بعد اس امت میں بارہ جانشین ہوں گے".

اس وقت یہ بات بالکل واضح تھی کہ یہ تعداد صبح قیامت تک کے لئے ہے اور قیامت کے آنے کا کوئی وقت معین نہیں ہے لہذا یا سب کی عمر میں طولانی ہوں گی کیونکہ طولانی عمر کے بغیر صبح قیامت تک یہ سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا ہے یا ایک کی عمر ضرور طولانی ہوگی۔ خدا و رسول اور ان کے حقیقی جانشینوں کو اس بات کا علم تھا کہ گیارہ جانشین اپنی طبیعی عمر گذار نہ سکیں گے ان میں سے ہر ایک یا تلوار سے شہید کئے جائیں گے یا زہر دے کر شہید کئے جائیں گے۔ اس بنا پر شروع ہی سے یہ بات طے تھی کہ آخر کی عمر طولانی ہوگی اور غیبت بھی ہوگی۔ لہذا ابتدا ہی سے آخری کی مثال ان لوگوں سے دی گئی جن کی عمریں طولانی تھیں جن کی طولانی عمر سے لوگ باخبر تھے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا :

في القائم سنت من نوح و هو طول العمر

(منتخب الاثر, ص ۳۴۱)

قائم علیہ السلام میں جناب نوح علیہ السّلام کی ایک سنت ہے اور وہ طولانی عمر ہے۔

سورہ عنکبوت کی آیت ۱۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ وہاں ایک ہزار سال میں پچاس سال کم رہے۔ (۹۵۰ سال) اس کے بعد قوم کو ان کے گناہوں کی بنا پر طوفان نے گھیر لیا۔

اس آیت سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جناب نوح علیہ السّلام طوفان سے پہلے ۹۵۰ سال تک اپنی قوم میں رہے طوفان کے بعد ان کی قوم ہلاک ہو گئی لیکن جناب نوح علیہ السّلام اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے وہ طوفان کے بعد بھی

زندہ رہے یہ آیہ کریمہ صرف ۹۵۰ برس عمر کا ذکر نہیں کر رہی ہے بلکہ اس سے زیادہ کا تذکرہ کر رہی ہے جناب نوح علیہ السّلام یقینا ۹۵۰ سال سے زیادہ زندہ رہے۔

کچھ لوگ بلا وجہ امام زمانہ علیہ السّلام کی طول عمر کو بہانا بنا کر ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

اگر اس وقت کوئی آدمی یہ دعوی کرے میں پانی پر چل سکتا ہوں تو پورا شہر اس کو دیکھنے کے لئے امنڈ پڑے گا کیونکہ اب تک ایسا نہیں ہوا تھا سب کو تعجب ہوگا لیکن کچھ دن کے بعد ایک دوسرا شخص یہی بات کہے تو بھی لوگ اس کو دیکھنے کو آئیں گے لیکن اگر تیسرا آدمی یہی دعوی کرے اور وہ بھی پانی پر چل کر دکھائے تو لوگ کم آئیں گے اور اگر اسی طرح چوتھا پانچواں آدمی دعوی کرے تو لوگ اور بھی کم آئیں گے اور اگر چند لوگ اور یہ دعوی کر دیں تو بات عادی ہو جائیں گے اور کوئی تعجب نہیں کرے گا کوئی دیکھنے کو بھی نہیں آئے گا۔ پہلی دوسری مرتب جب رہتا ہے جب بات معمول پر آجائے تو تعجب ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کی طولانی عمر تاریخ کا کوئی پہلا واقعہ تو ہے نہیں جس کی بنا لوگوں کو تعجب ہو رہا ہے یہ کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص اتنے زیادہ دنوں تک زندہ رہے۔

دنیا والے اور خاص کر مسلمان بہت سے لوگوں کی طول عمر کے قائل ہیں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو امام زمانہ علیہ السّلام کی ولادت سے سینکڑوں سال پہلے زندہ تھے اور آج بھی زندہ ہیں۔ جناب ادریس علیہ السلام آسمان میں ابھی تک زندہ ہیں جناب خضر علیہ السّلام جناب موسی علیہ السّلام کے زمانہ سے ابھی تک زندہ ہیں جناب عیسی علیہ السّلام قرآنی حقیقت کے طور پر زندہ ہیں۔ روایتوں کے اعتبار سے آسمان پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پرنور کا انتظار کر رہے ہیں جب حضرت علیہ السّلام ظاہر ہوں گے تو حضرت عیسی علیہ السّلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اگر خداوند عالم ان تمام حضرات کو طولانی عمر عطا فرما سکتا ہے تو کیا اثرات انبیاء اور ان مرسلین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نسل پاک کی آخری حجّت کو طول عمر نہیں دے سکتا لیکن اس مزاج کو کیا کیا جائے دوسروں کی ہر فضیلت قبول ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی فضیلتیں خلافت علم و عقل نظر آتی ہیں اگر انسان عقل و دانش سے سوچے اگر مفضول کو طول عمر مل سکتی ہے تو افضل کو کیوں طولانی عمر کیوں نہیں مل سکتی ہے۔

گذشتہ زمانے کے معمرین

حضرت آیت اعظمی جناب آقای لطف اللہ صافی گلپایگنی دام ظلہ العالی نے اپنی گرانقدر کتاب منتخب الاثر، ص ۳۴۲-۳۴۱ توریت کے قدیم نسخے مطبوعہ بیروت ۱۸۷۰ ھ کے حوالے گذشتہ انبیا علیہم السّلام اور بعض طولانی عمر لوگوں کا تذکرہ کیا ہے ہم یہاں صرف چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔

جناب آدم علیہ السّلام ۹۳۰ سال۔ جناب شیث علیہ السلام ۹۱۲ سال۔ جناب انوش علیہِ السلام ۹۰۰ سال۔ جناب قیعان ۹۱۰ سال۔ منہیل ۸۹۵ سال۔ جناب یارو ۹۹۲ سال۔ جناب اخنوخ ۳۶۵ سال۔ جناب شوشالح ۹۶۹ سال۔ جناب نوح ۲۵۰۰ سال۔ جناب لامک ۷۷۷ سال۔ لقمان بن عاد ۳۵۰۰۔ لقمان حکیم ۴۰۰۰ سال۔ اس کے علاوہ اور بھی معمرین کا تذکرہ کیا ہے۔

جناب شیخ صدوق رحمۃاللہ علیہ نے حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کے منشاء کے مطابق لکھی ہوئی کتاب "کمال الدین و تمام النعمہ " میں معمرین کے باب میں ایسے متعدد افراد کا تذکرہ کیا ہے جن کی عمریں طولانی تھیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ۱۰ افراد کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) عمر بن عامر ۸۰۰ سال ان کا نام مزیقسیا رکھا گیا انہونے ۴۰۰ سال ایک بازاری کے طور پر زندگی گذاری اور ۴۰۰ سال بادشاہ کے عنوان سے۔

(۲) ہبلی بن عبد اللہ بن کنانہ ۶۰۰ سال۔

(۳) لقمان بن العادی الکبیر ۵۶۰ سال

(۴) دوید بن زید بن نہد ۴۵۰ سال

(۵) ستو غر ابن ربیلہ بن کعب تیم ۳۳۰ سال

(۶) رواء بن کعب بن ذھل بن قیس النخعی ۳۰۰ سال

(۷) عبید بن الایرس ۳۰۰ سال

(۸) شر یہ بن عبد اللہ ۳۰۰ سال

(۹) سعدی کرب الحمیری ۲۵۰ سال

(۱۰) ربیع بن بیع ۲۴۰ سال۔

ایک سوال

اگر ایک ساتھ ۱۰۰ درخت لگائے جائیں اور کچھ دنوں کے بعد درخت سوکھ جائیں تو لوگ کیا سوال کرتے ہیں آیا یہ سوال کرتے ہیں کہ ۹۰ درخت کیوں باقی ہیں یا سوال کرتے ہیں یہ دس درخت کیوں سوکھ گئے۔ اگر ایک اسپتال میں ایک ہی دن دس بچے پیدا ہوں اور چند دنوں بعد ۲ بچوں کی موت ہو جائے تو سوال کیا کرتے ہیں ۸ ہے کیوں زندہ ہیں یا بچوں کی موت کیوں ہوئی؟ عام طور سے لوگ زندہ رہنے والوں سے سوال کرتے ہیں آپ زندہ کیوں ہیں یا جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو دریافت کرتے ہیں کیسے انتقال ہوا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ زندہ رہنا ایک ہی چیز ہے موت غیر طبیعی ہے۔

اس بنا پر حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کے بارے میں یہ دریافت کرنا وہ اب تک زندہ کیوں ہیں بے معنی سوال ہے۔ سوال تو یہ ہونا چاہیئے کہ گذشتہ امام کی موت اور شہادت کیسے ہوئی۔ گیارہ اماموں علیہِ السلام اس کی شہادت کے بارے میں سوال اس لئے نہیں کرتے ہیں اس میں قاتل اور ظالم کا نام آئے گا پھر قاتل اور ظالم سے متعلق افراد کا بھی تذکرہ ہوگا اس میں ان لوگوں کے بھی نام آئیں گے جن سے بعض لوگ آج بھی عقیدت رکھتے ہیں اس بنا پر یہ لوگ حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کی طولانی عمر کے بارے میں دریافت کرتے ہیں سوال کرتے ہیں تاکہ گذشتہ اماموں علیہِ السلام کی شہادت کا موضوع سامنے نہ آئے۔

تعجب کیوں؟

یہ بات گذر چکی کہ جب کوئی چیز پہلی مرتبہ واقع ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو بڑا تعجب ہوتا ہے لیکن جب وہ واقعہ بار بار ہونے لگتا ہے تو تعجب ختم ہو جاتا اور لوگ اس بات کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ابو البشر جناب آدم علیہ السّلام سے لے کر آج تک صرف ایک اور تنہا امام زمانہ علیہ السّلام نہیں ہیں جن کی عمر طولانی ہے بلکہ طولانی عمر حاصل کرنے والوں کی ایک طولانی فہرست ہے اس بنا پر حضرت امام زمانہ علیہ السّلام کی طولانی عمر ایک عام اور معمول خبر ہے اس میں کسی طرح کے تعجب اور اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

طولانی عمر سے زیادہ تعجب خیز

جو چیز بار بار وجود میں آئی ہو وہ زیادہ تعجب خیز ہے یا وہ چیز زیادہ تعجب خیز ہے جو ابھی تک وجود میں نہ آئی ہو؟ ظاہر ہے جو چیز اب تک وجود میں نہ آئی ہو کوئی

اس کے وجود میں آنے کی بات کہے وہ زیادہ تعجب خیز اور لائق انکار سوال کہا جاسکتا ہے؟

یہ دنیا جب سے وجود میں آئی ہے اس وقت سے آج تک ایسا نہیں ہوا کہ ساری دنیا اول سے آخر تک عدل و انصاف سے بھر گئی ہو اور پوری دنیا سے ظلم و جور کا خاتمہ ہوگیا ہو۔ ہر طرف توحید ہو اور نہایت خلوصِ اور معرفت کے ساتھ خدا کی عبادت ہو رہی ہو؟ کسی ایک کو ذرا بھی خوف و ہراس نہ ہو ہر طرف امن و امان ہو اب اگر کوئی یہ کہے کہ ایک دن پوری دنیا میں عدل و انصاف ہوگا تو یہ زیادہ تعجب کی بات ہے جو چیز اب تک نہیں ہوئی وہ اب کیوں کر ہوگی۔

مگر اس کا کیا، کیا جائے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طولانی عمر پر اعتراض کرنے والے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں :

اگر اس دنیا کی عمر میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا خداوند عالم اس دن کو اتنا طولانی کرے گا کہ میری نسل سے میرے اہل بیت علیہم السّلام سے ایک شخص کا ظاہر ہوگا جس کا نام میرا نام ہو گا اور جس کی کنیت میری کنیت ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ "

تمام مسلمان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیشن گوئی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہوگی۔ عدل و انصاف سے پوری دنیا کا بھر جانا زیادہ مشکل ہے بہ نسبت طولانی عمر کے کیونکہ طولانی عمرکا تعلق صرف ایک فرد و ذات سے جب کہ دنیا کو عدل و انصاف سے بھرنے کے لئے دنیا کے تمام لوگوں کا بدلنا اور ان کی اصلاح ضروری ہے۔ اب اس کو کیا کہیے لوگ دشوارترین چیز کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں اور آسان ترین چیز کو جو چیز باربار ہوئی ہو اس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بیان کردہ روایتوں کی روشنی میں ہم بس اسی امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں اور بس وہی دنیا میں خدا کے وعدہ کو پورا کریں گے جن کی غیبت ہوئگی اور طولانی غیبت ہوگی جن کی عمر طولانی ہوگی جو ظہور کے وقت طولانی عمر کے باوجود بس چالیس سال کے نظر آئیں گے طولانی عمر ان کے جسم پر اثر انداز نہیں ہوگی اب اگر کوئی ایسا شخص مہدی ہونے کا دعوی کرے جو شکل سے چالیس سال سے زیادہ نظر آرہا ہو یا واقعا چالیس سال کا ہو اور اس

کی عمر طولانی نہ ہو اور اس نے ایک طولانی غیبت اختیار نہ کی ہو تو وہ ہرگز مہدی نہیں ہے جس کی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بشارت دے گئے ہیں۔

حقیقی امام مہدی علیہ السلام بس وہ ہیں جن کی عمر طولانی ہوگی طویل غیبت ہوگی اور وقت ظہور چالیس برس کے جوان نظر آئیں گے۔

طول عمر کا سبب علم امام

خداوند عالم نے جس امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ساری دنیا کو عدل و انصاف سے بھرنے کا وعدہ کیا ہے یہ وہ امام مہدی علیہ السلام ہیں جن کو خداوند عالم نے اول و آخر کے علوم عطا فرمائے ہیں ان کی امامت صرف چند انسانوں پر نہیں ہے بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے۔ انسانوں میں ضرور ایسے افراد ہیں جو اپنی جہالت و جاہلیت کی بنا پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی امامت کے قائل نہ ہوں اور ان کے حکم کے سامنے تسلیم نہ ہوں جب کہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ امام مہدی علیہِ السلام کی امامت و ولایت کا قائل ہے اور ان کے سامنے تسلیم ہے اور بھی کائنات کے ذرہ ذرہ کا برابر اور با قاعدہ علم رکھتے ہیں۔

اول یہ کہ خداوند عالم نے انسان کا بدن اس طرح بنایا ہے اس میں غیر معینہ مدت تک زندہ رہنے کی صلاحیت ہے اگر بدن و جسم میں یہ صلاحیت نہ ہوتی تو لوگ اس قدر طولانی عمر کس طرح بسر کرتے

دوسرے یہ کہ غذاؤں میں بے احتیاطی اور دوسرے حفظان صحت کے اصولوں سے غفلت جسم کو بوڑھا بناتی ہے۔ چونکہ ہمیں غذاؤں کے بارے میں مکمل علم نہیں ہے اس بنا پر ہم کوشش کرنے کے باوجود احتیاط نہیں کر سکتے ہیں جب کہ امام کے یہاں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے انہیں ہر چیز کاعلم ہے اور نقصان دہ چیز خود ان کے دست مبارک سے اپنے نقصان دہ ہونے کی گواہی دے گی لہذا غذا و غیرہ کے زریعے جسم کے متاثر ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

تیسرے یہ کہ جو چیز صحت پر غذا سے زیادہ اثر کرتی ہے وہ غم و غصہ ہے۔ وہ امام جس کا دل یا الٰہی سے مطمئن ہو اس پر دنیا کے غم و الم کا کیا اثر۔

چوتھے یہ کہ وہ دنیا کے امام ہیں وہ دُنیا پر اثر انداز ہیں دنیا ان پر اثر انداز نہیں ہے لہذا حالات زمانہ سے وہ متاثر نہیں ہوتے ہیں کیونکہ عمر دن اور سال کے گزارنے سے عبارت ہے اور دن و سال سورج اور چاند کی گردش سے وجود میں آتے ہے جس پر یہ

سورج اور چاند کی گردش اثر کرتی ہے اس کا جسم و بدن بوڑھا ہوتا ہے لیکن سورج اور چاند جس کے وجود سے متاثر ہوں اور جس کے نور سے روشنی حاصل کر رہے ہوں وہ امام پر کیونکر اثر انداز ہو سکتے ہیں لہذا گردش ایام سے امام متاثر نہیں ہوتے اس بنا پر جب تک خدا چاہے وہ زندہ رہتے ہیں اور جوان رہتے ہیں۔

پانچویں یہ کہ زندگی و موت سب خدا کے اختیار میں ہے۔ دنیا کی ساری چیزیں سبب ہیں علت نہیں ہیں ہر ایک کی زندگی اور موت کی اصلی وجہ خدا کی عنایت ہے۔ خداوند عالم جب تک چاہے جس طرح چاہے جس انداز میں چاہے جس کو چاہے زندہ اور جوان رکھ سکتا ہے۔ امام مہدی علیہ السلام خداوند عالم کے نمائندہ اس کے ولی اور خلیفہ ہیں وہ جب تک چاہے اپنے ولی کو جس انداز میں زندہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے کسی ایک کو ذرہ برابر اعتراض و سوال کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم اسی امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں جو خدا کے ولی ہیں خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ فیوض و برکات ہیں۔ اس بنا پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طولانی عمر ہرگز ہرگز ان کے وجود کے انکار کا سبب نہیں ہوسکتی ہے۔

اگر تحقیق کے بنیادی ریشوں کا تجزیہ کیا جائے اور حقیقت بینی میں تاویلات فکری انحراف خود ساختہ اختلافات کے مسموم اثرات کے خطرناک جراثیم کو ختم کر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیشن گوئیوں کے صاف اور ظاہر اور حق مصفي کے پانی سے دھو ڈالا جائے تو کم سے کم مسلمان امام مہدی علیہِ السلام کے در پر ایک مرکزیت پر آسکتے ہیں اور ان کی شان و شوکت اسلامی کا پر چم اتنا بلند ہو سکتا ہے کہ سارے عالم میں اسے دیکھا جاسکتا ہے۔

وقت گذرتے گذرتے آواز دے رہا ہے۔ بیدار ہو جاو۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ وقت لظہور امام نزدیک آرہا ہے۔ نزدیک آچکا ہے۔ صبح نو طلوع ہونے والی ہے۔ بس یرونہ بعیدا و نراہ قریبا.

طویل العمر انبیاء علیہم السّلام اور امام زمانہ علیہ السّلام کی طول عمر

خدا کے فضل و کرم اور امام زمانہ علیہ السّلام کے الطاف و اکرام اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کی عنایتوں کے سایہ میں المنتظر کے مخصوص شماروں میں ہم نے امام زمانہ علیہ السّلام کی غیبت، طول عمر، انتظار، ظہور، ذ مہ داریاں، رجعت، اصحاب و یاوران امام زمانہ علیہ السّلام، علامات ظہور، دعا برائے ظہور مہدی علیہ السلام اور ان کے علاوہ بے شمار موضوعات جیسے ظہور مہدی علیہ السلام سے انکار یا ولادت امام مہدی علیہ السلام سے انکار، امامت امام عصر علیہ السلام پر اعتراضات کے جوابات پر منحصر مضامین شعبان المعظم ۱۴۰۷ ھ سے مسلسل شائع کر رہے ہیں اور اگر اب ان مضامین کو یکجا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب کی شکل اختیار کرلیں گے۔

بہر حال محمد و آل محمد علیہم السّلام کے صدقے میں نئے مضامین کے ساتھ حاضر خدمت ہے۔ اس مضمون میں ہماری کوشش ہے کہ امام زمانہ علیہ السّلام کی طول عمر کو انبیاء علیہم السّلام کی طول عمر کے حوالے سے ثابت کریں۔

ہم اپنے اس مضمون کا آغاز سید ابن طاووس قدس سرہ (آپ کا پورا نام رضی الدین ابو القاسم علی تھا۔ اور آپ معروف ہیں سیّد ابن طاؤوس کے نام سے۔ آپ حلّہ میں ۵۸۹ ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۶۴ ھ میں بغداد میں انتقال کیا اور آپ کو نجف اشرف میں حرم امیر المومنین علیہ السلام میں سپرد خاک کیا گیا۔) کی وصیت، جسے آپ نے اپنے بیٹوں محمد اور علی کے لئے تحریر فرمایا اور یہ کتاب کی شکل میں "کشف المحجة لثمرة المهجة" کے نام سے بار ہاشائع ہو چکی ہے، سے کر رہے ہیں۔ کشف المحجتہ کی ۷۵ ویں فصل میں آپ تحریر فرماتے ہیں :

.....اور اے میرے فرزند اگر حقایق اور اسرار کے منکشف ہونے کی توفیق تمہارے شامل حال ہو جائے، حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں تم کو اس طرح معلومات دوں گا کہ کبھی بھی تمہارے لئے کسی قسم کا شک شبہ باقی نہ رہے گا اور تم عقلی دلیلوں اور وارد روایتوں سے بے نیاز ہو جاؤ گے، کیونکہ وہ حضرت علیہ السّلام علی التحقیق زندہ اور موجود ہیں اور جب تک خداوند رحیم شفیق تدبیر امور کے لئے، انہیں اجازت عطا کرے وہ اپنے امر کو منکشف کرنے اور ظاہر کرنے سے معذور ہیں اور یہ امر (غیبت) ان حضرت علیہِ السلام سے مخصوص نہیں ہے بلکہ بہت سے انبیاء اور اوصیاء علیہم السّلام پر بھی جاری ہوا ہے۔ لہذا تم اسے یقینی سمجھو اور اس بات (عقیدہ

و غیبت) کو اپنا دین و ایمان قرار دو اور یہ سمجھ لو کہ تمہارے باپ کی معرفت ان حضرت کے سلسلہ میں چمکتے ہوئے آفتاب کی معرفت سے زیادہ روشن تر ہے۔

۷۶ ویں فصل میں وصیت کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں ...

اور میرے ساتھ ایک اتفاق ایسا ہوا کہ میں کچھ اہل خلاف (غیرشیعہ) کی مجلس میں حاضر ہواتھا لہذا میں نے ان لوگوں سے سوال کیا کہ: شیعوں پر تمہارا اعتراض کیا ہے؟ آپ بغیر کسی لحاظ اور تقیہ کے بیان کریں تا کہ جو میرا نظریہ اور عقیدہ ہے، جواب دوں۔ اور آزادی سے مطالب کو بیان کرنے کے لئے گھر کے دروازہ کو بند کر دیں تا کہ کوئی باہر سے اندر نہ آسکے۔

ان لوگوں نے کہا ہمارا اعتراض امامیہ (شیعہ) پر یہ ہے کہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ پر اعتراض کرتے ہیں اور انہیں برائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور رجعت کے قائل ہیں اور متعہ کو جائز جانتے ہیں اور امام مہدی علیہِ السلام کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی لمبی مدت تک زندہ ہیں۔

ان کے جواب میں میں نے ان سے (سیّد ابن طاؤوس نے بڑے اختصار کے ساتھ صحابہ پر اعتراض، عقیدہ رجعت اور متع کے بارے میں شیعہ عقائد کی وضاحت کی لیکن اس مضمون میں ہمارا موضوع نہیں ہے اس لیے ہم نے اسے نہیں لکھا) کہا:... اور مثل مہدی علیہِ السلام بھی اسی طرح ہیں، کیونک تم لوگوں (سنی حضرات) نے خود ہی روایت کیا ہے کہ: ادریس علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور خضر حضرت موسی علیہ السّلام کے زمانے سے یا ان سے پہلے کے زمانے سے آج تک زندہ ہیں، اور عیسی علیہ السّلام آسمان پر زندہ اور موجود ہیں اور امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ زمین پر لوٹیں گے، اور یہ تین نفر بشر میں سے ہیں کہ جن کی عمر طولانی ہے، اور ان کے وجود کی وجہ سے طول عمر کے بارے میں کسی قسم کا تعجب اور اس کے استبعاد و ناممکن ہونے کی کوئی بات نہیں رہ جاتی۔ لہٰذا کیوں نہ محمد بن عبد اللہ علیہِ السلام کی عترت میں سے کوئی ان حضرات کی شباہت و تاسی نہ کرے، اور طول عمر کے تعلق سے نشانیوں میں ایک نشاني الٰہی ان میں ظاہر نہ ہو ؟

اور خود تم لوگوں نے مہدی علیہ السلام کے حالات اور اوصافت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ :

اِنَّہٗ یَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّ عَدْلًا بَعْدَ مَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَ ظُلْمًا

حضرت مہدی علیہِ السلام زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی،

اور اگر تم تھوڑا غور و فکر کرو، اور کچھ تدبر اور تامل سے کام لو گے تو تم تصدیق کروگے کہ مشرق اور مغرب کے دور دور تک زمین کو عدل و انصاف سے بھرنا ان حضرت کی طول عمر سے زیادہ تعجب آور ہے، لیکن خدا کی کرامت سے اس کے اولیاء کے لئے نزدیک تر ہے۔

اور آپ ہی حضرات شہادت دیتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ یہ نبی معظم عیسیٰ بن مریم آن حضرت کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور جنگوں میں آنحضرت کی مدد کریں گے، اور یہ بات بھی کہیں بڑھ کر اور اہم ہے طول عمر سے کہ جس پر تم تعجب کرتے ہو اور جسے بعید جانتے ہو۔

لہذا اے میرے بیٹے! اس بات کو بھی حاضرین نے مان لیا اور تائید کی۔

(تفصیل کے لیے رجوع کیجیے "برنامہ سعادت" ترجمہ فارسی کشف المحجتہ صفحات ۷۷-۷۳ فصل ہفتاد و چہارم تا ہفتاد و ششم)

نتیجہ

سید ابن طاووس قدس سرہ نے ان مسلمانوں کے مسلم عقیدوں کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا وہ ہرگز انکار نہیں کر سکتے یعنی حضرت ادریس، حضرت خضر اور حضرت عیسی علیہم السّلام کی طول عمر کے سلسلہ میں، جو آج تک زندہ ہیں۔

دوسری بات یہ کہ طول عمر معمولات میں نہیں ہے تو ناممکان بھی نہیں ہے۔

روایات

یہاں ہم طول عمر کے سلسلہ میں بعض روایتیں نقل کر رہے ہیں۔ یہ روایتیں ان انبیا علیہم السّلام کے بارے میں ہیں جن کی عمریں طولانی ہیں۔ حدیثوں کے علاوہ تاریخی کتابیں بھی ان انبیاء علیہم السّلام کی طولانی عمر کی داستانوں کو نقل کرتی چلی آئی ہیں۔

ہم یہاں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی طول عمر میں شباہت رکھنے والے انبیاء علیہم السّلام کا تذکرہ کریں گے انشاء اللہ -

حضرت آیت اللہ لطف اللہ صافی گلپایگانی نے منتخب الاثر میں کتاب کمال الدین کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا :

اِنَّ بْنِیْ ہُوَ ا لْقَائِمُ مِنْ بَعْدِیْ وَ ہُوَ الَّذِیْ یَجْرِیْ فِیْہِ سُنَنُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ بَالتَّعْمِیْرِ وَالْغَیْبَۃِ

(منتخب الاثر فصل ۲، باب ۳۰، ص ۲۷۴, ح ۱)

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا: یقینا میرا بیٹا میرے بعد وہ وہی قائم ہے : اور یہ وہی ہے جو انبیاء علیہم السّلام کی سیرت پر ظہور کرے گا (اس سے انبیاء علیہم السّلام کی سنتیں جاری ہوگی - نسخہ) طول عمر اور غیبت (جیسی سنتیں)۔

یہ روایت ایک عمومی مفہوم کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ امام مہدی علیہِ السلام انبیا علیہم السّلام کی بعض شباہتیں رکھتے ہیں اور اس روایت میں طول عمر اور غیبت جیسی شباہت کا ذکر ہے۔ ہمارا موضوع " غیبت کی شباہت" نہیں ہے اس لئے ہم صرف ان انبیاء علیہم السّلام کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی عمرطولانی بتائی گئی ہے۔

<u>حضرت ادریس علیہ السلام طویل العمر نبی</u>

آپ حضرت نوح علیہ السّلام کے پردادا تھے۔ آپ کا نام "اخنوخ" تھا. خدا اُنہیں ایک بلند مقام پر لے گیا اور کہا جاتا ہے کہ چوتھے آسمان پر لے گیا اور بعض کے مطابق چھٹے آسمان پر، اور تفسیر مجمع البیان میں مجاہد سے نقل کیا گیا ہے کہ ادریس علیہ السلام کو آسمان پرلے جایا گیا، اسی طرح سے جیسے عیسیٰ علیہ السّلام کو آسمان پر اٹھایا گیا جب کہ وہ زندہ تھے اور مرے نہ تھے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا :

"قائم علیہ السلام کو بھی خداوند عالم آسمان کی بلندیوں پرلے جائے گا۔ ادریس علیہ السلام کو خدا نے ایک فرشتہ کے بال پر

حمل کیا اور آسمان کی فضا میں پرواز کرایا۔ "

(مکیال المکارم فارسی ۲۰۰/۱ نقل کیا ہے تفسیر مجمع البیان ج ۶, ص ۵۱۹ سے)

امام صادق علیہ السّلام نے سورہ مریم کی آیت **ورفعنا مکان علیا** کی تفسیر میں حضرت ادریس علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور ملک الموت سے ملاقات کرنے اور پھر

چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان میں آپ کی روح قبض کرنے کے واقعہ کو بیان کیا ہے۔

(تفسیر قمی از علی ابن ابراہیم قمی، ج ۲, ص ۵۱, مولف دوسری صدی اواخر اور تیسری صدی ہجری کے اوائل سے تعلق رکھتے ہیں)

تذکر

امام صادق علیہ السّلام کی اس روایت میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر پہونچے تو دیکھا کہ ملک الموت اپنے سر کو تعجب سے ہلا رہے ہیں، آپ علیہ السلام نے ملک الموت کو سلام کیا اور پوچھا کہ کیوں سر کو ہلاتے ہو؟ ملک الموت نے کہا خدا نے مجھے حکم دیا کہ تمہاری قبض روح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان کروں تو میں نے خدا سے کہا پروردگارا کس طرح اس کام کو انجام دوں جب کو چوتھے آسمان کی تہہ (Thickness) " پانچ سو سال کی مقدار میں راہ طے کرنے کے برابر ہے اور چوتھے آسمان سے تیسرے آسمان کی تہ پانچ سو سال کا راستہ ہے اور تیسرے آسمان کی بھی پانچ سو سال کے برابر ہے اور اس طرح ہر آسمان کا درمیانی فاصلہ اسی طرح ہے۔ یہ قبض روح کس طرح ممکن ہے؟ پر ملک الموت نے چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض روح کیا۔ لیکن روایت دیگر کے مطابت حضرت ادریس علیہ السلام جب جنت کے حدود میں داخل ہوئے تو خالق اکبر خلاق کائنات سے عرض کیا کہ مجھے کہیں زندہ رکھے۔ دعا مستجاب ہوئی اور حضرت ادریس علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔

(مکیال المکارم، ج ۱, ص ۲۰۱)

توجہ

اتنی طولانی عمر تک اللہ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانوں کے درمیان سفر کروایا اور اتنی مدت تک زندہ رکھا۔

البتہ ابن عباس کی ایک روایت میں ملتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام بھشت می زندہ ہیں۔

(مکیال المکارم، ج ۱, ص ۲۰۰)

خلاصہ طول عمرمعمولات میں نہیں ہے تو استبعاد میں بھی نہیں ہے۔

حضرت خضر علیہ السّلام طویل العمر نبی

حضرت خضر علیہ السّلام کی عمر کو اللہ نے بہت طولانی کیا ہے اور اب تک زندہ ہیں اور یہ بات شیعہ اور سنی علماء و مسلمانوں کے درمیان مسلم ہے اور بے شمار روایتیں اس پر دلالت بھی کرتی ہیں۔ اور آپ علیہ السلام اب تک اس لئے زندہ ہیں تا کہ آپ کی طولانی عمر سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر طولانی ثابت ہو۔

امام صادق السلام نے فرمایا۔

خدا نے بندہ صالح خضر علیہ السّلام کو عمر طولانی عنایت کی، جو نبوت ان کے لئے تقدیر کیا تھا ان کے لئے نہیں یا اس لئے نہیں کہ کوئی کتاب ان پر نازل کرے یا کوئی قوانین و شریعت دے کہ جس کے ذریعہ دوسری شریعت کون نسخ کرے، اور نہ کوئی امامت کا درجہ عطا کرے کہ اپنے بندوں پر ان کی اقدار کو واجب قرار دے اور نہ اُن کی اطاعت کو فرض کرے، بلکہ چونکہ علم خداوند تبارک وتعالی میں یہ بات گذر چکی تھی کے عمر قائم علیہِ السلام کے غیبت کے زمانے میں طولانی ہوگی یہاں تک کہ اس کے بندے یقین نہ کریں گے اور اس عمر طولانی کا انکار کریں گے، خدا نے بندہ صالح (خضر علیہ السّلام) کی عمر کو بغیر سبب کے طولانی کیا مگر اس سے عمر طولانی قائم علیہِ السلام پر استدلال کرنے کے لئے تا کہ معاندین کی دلیلوں اور برہان کو رد کر دے اور پھر خدا پر لوگوں کی کوئی حجت باقی نہ رہ جائے

(مِکیال المکا ج ۱، ص ۲۱۶, نقل کیا ہے کمال الدین ج ۲, ص ۳۵۷ ہے)

(کہ وہ بہانے بازی نہ کر سکیں کہ ہم کو معلوم ہی نہ تھا کہ عمر طولانی بھی ہوا کرتی ہے)

ایک دوسری روایت میں امام رضا علیہ السّلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ علیہِ السلام نے فرمایا :

خضر علیہ السّلام نے آب حیات نوش کیا ہے اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ وہ ہمیشہ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہمیں سلام کرتے ہیں۔ ان کی آواز سنی جاتی ہے لیکن وہ خود دکھائی نہیں دیتے اور جو بھی ان کا ذکر کرتا ہے وہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور تم میں سے جو ان کو یاد کرتا ہے وہ اس پر سلام کہتے ہیں، وہ ہر سال حج کے لئے حاضر ہوتے ہیں، تمام مناسک کو انجام دیتے ہیں اور عرفات میں قیام کرتے ہیں مومنین

کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور خداوند عالم ہمارے قائم علیہِ السلام کی تنہائی و وحشت کو ان کی غیبت کے زمانہ میں انس میں بدل دے گا اور ان کی تنہائی کو برطرف کر دے گا۔

(کمال الدین ج ۲, ص ۳۵۷ باب ۳۳, ذیل حدیث ۵۳)

حقیقی امیر حج

جو لوگ حج پر جا چکے ہیں اور جو لوگ حج پر جائیں گے انشاء اللہ توجہ فرمائیں کہ امام عصر علیہ السلام ہر سال حج کے لئے تشریف لاتے ہیں، مکہ میں منی میں، عرفات میں، مشعر و مزدلفہ میں، صفا و مروہ و قربان گاہ میں، دوران طواف و سعی، غرض یہ کہ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں، اس لئے لازم ہے کہ حجاج محترم ایام حج میں اس حقیقی و معنوی امیر حج یعنی امام زمانہ علیہ السّلام کے پیچھے رہیں اور ان حضرت کے حق میں دعا کریں اور خداوند تبارک و تعالی سے ان کے ظہور کی درخواست کریں اور حضرت خضر علیہ السّلام آپ کی دعاؤں پر آمین کہیں۔ شاید آن حضرت کا دیدار نصیب ہو جائے۔ طول عمر معمولات میں سے نہیں ہے تو استبعاد میں بھی نہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام طویل العمر نبی

حضرت الیاس علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور ہر سال مراسم حج میں شرکت کرتے ہیں۔ علامہ مجلسی رحمۃاللہ علیہ نے اپنی گرانقر کتاب حیات القلوب میں تین حدیثیں ایسی لکھی ہیں جن سے صاف واضح ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے عمر طولانی پائی ہے۔ ایک میں امام تقی علیہ السّلام سے نقل ہوا ہے اور آپ علیہ السلام نے اسے امام صادق علیہ السّلام کے حوالے سے نقل کیا ہے اور امام صادق علیہ السّلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کے ایک واقعہ کو نقل کیا ہے کہ آپ نے اور خود امام صادق علیہ السّلام نے کوہ صفا کے پہلو میں ایک مکان میں حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات کی۔

اس حدیث میں حضرت الیاس علیہِ السلام اور امام باقر علیہ السّلام کے درمیان ایک مکالمہ ہے جس میں علم خدا، علم انبیاء اور علم اوصیاء انبیاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حدیث کے آخری حصہ میں امام باقر علیہ السّلام حضرت الیاس علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ :

"ہم بھی (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرح) اپنے علم کا اظہار نہیں کرتے کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ہماری اطاعت نہیں کریں گے اور ہم کو خدا کی جانب

سے حکم نہیں ہے کہ ہم ان سے جہاد کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ وقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھو جب کہ مہدی امت ظاہر ہوں اور ملائک تلواروں سے آل داود کو قتل کریں اور ہوا میں گذشتہ کافروں کو معذب کریں اور ان کے ہم خیال لوگوں کی روحوں کو ان کے منہ اور دانتوں سے ملائیں پس اس شخص (الیاس) نے اپنی تلوار نکال لی اور کہا کہ یہ تلوار بھی انہیں تلواروں میں سے ہے (جن سے ان کافروں سے جہاد کیا جائے گا) اور میں بھی ان حضرت کے انصار میں سے ہوں گا".

(حیات القلوب اردو، ج ۱, ص ۵۶۵-۵۶۴، باب ۱۶, ذیل حدیث امام محمد تقی علیہ السّلام)

اسی طرح علامہ مجلسی رحمۃاللہ علیہ نے تفسیر امام حسن علیہ السّلام کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے زید بن ارقم سے فرمایا:

18 1435

...جناب خضر و الیاس علیہِ السلام ہر زمانہ حج میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں .....

(حیات القلوب، ج ۱, ص ۵۶۶)

<u>تذکر</u>

ان دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نہ صرف اب تک باحیات ہیں بلکہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں اور دشمنان خدا سے جنگ کریں گے۔ طول عمر معمولات میں سے نہیں تو استبعاد میں بھی نہیں۔

<u>حضرت عیسی علیہ السّلام طویل العمر نبی :</u>

حضرت عیسی علیہ السّلام کے اب تک زندہ ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور سارے مسلمان بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السّلام امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت آسمان سے اتریں گے اور امام مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ المنتظر کے مختلف شماروں میں اس باب میں اب تک بے شمار حدیثیں نقل ہو چکی ہیں۔

یہودی اور عیسائی اس بات پر متفق ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السّلام قتل ہو گئے لیکن خداوند عزوجل نے ان کی تکذیب کیا اور فرمایا :

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
(سورہ نساء آیت ۱۵۷)

اور نہ ہی ان کو قتل کیا اور نہ اُنہیں سولی پر چڑھایا لیکن اُنہیں شبہ میں ڈال دیا گویا خدا نے متنبہ کیا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی طول عمر کا انکار کرنے والو تم میری جیتی جاگتی نشانی کا بھی انکار کر رہے ہو۔ حضرت عیسی علیہ السّلام کی عمر دو ہزار سال سے تجاوز کر چکی ہے۔

طول عمر معمولات میں نہیں ہے تو استبعاد میں بھی نہیں ہے۔

<u>حضرت آدم علیہ السّلام طویل العمر نبی :</u>

شیخ صدوق رحمۃاللہ علیہ نے کمال الدین میں سید العابدین وسید الساجدین امام علی ابن الحسین علیہم السّلام سے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا :

فِی الْقَائِمِ مِنَّا سُنَنُ الْأَنْبِيَاءِ ..... فَأَمَّا مِنْ آدَمَ وَ نُوْحَ فَطُوْلُ الْعَمْرِ...
ہمارے قائم میں انبیاء کی سنتیں ہوں گی... اور یہاں تک آدم ونوح کی سنت کی بات ہے تو وہ طول عمر ہوگی۔

(کمال الدین، ج ۱, ص ۳۲۲, باب ۳۱, ح ۳)

ہم یہاں پہلے حضرت آدم علیہ السّلام کا تذکرہ کریں گے۔

مرحوم علامہ مجلسی رحمۃاللہ علیہ نے حیات القلوب میں حضرت آدم علیہ السّلام کی وفات، آپ کی عمر مبارک، مدفن اور ان کے بیٹے حضرت شیث (ہبت اللہ) سے وصیتوں کے ذیل میں کئی حدیثیں نقل کی ہیں۔

امام صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدم کی عمر شریف نو سو انتیس سال ہوئی۔

(حیات القلوب، اردو، ج ۱, ص ۱۴۷-۱۴۶)

سید ابن طاووس رحمۃاللہ علیہ نے صحف ادرسی علیہِ السلام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آدم علیہ السّلام دس روز تپ میں مبتلا رہے۔ ان کی وفات روز جمعہ پندرہ محرّم کو ہوئی اور غار کوہ ابو قوبیس میں رو بقبلہ دفن ہوئے۔ ان کی عمر اس روز سے کہ ان کے جسم میں روح داخل ہوئی وفات کے روز تک ایک ہزار تیس سال تھی۔ ان کی وفات کے ایک

سال اور پندرہ روز بعد حوّا علیہا السلام بیمار ہوئیں اور آدم علیہ السّلام کے پہلو میں دفن ہوئیں۔

سید ابن طاؤوس کا بیان ہے کہ میں نے توریت کے سفر سوم میں دیکھا کہ آدم علیہ السّلام کی عمر نو سو تیس سال تھی اور یہیں مدت محمد بن خالد برقی نے کتاب "بداء بین بروایت حضرت صادق علیہ السّلام بیان کی ہے۔

(حیات القلو اردو، ج ۱, ص ۱۴۷-۱۴۶)

حضرت آدم علیہ السّلام مکہ میں یا نجف میں؟

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: حضرت نوح علیہ السّلام جب کشتی میں تھے خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کریں۔ جب طواف سے فارغ ہوئے اور کشتی سے نیچے آئے اس وقت پانی ان کے زانو تک تھا۔ پھر زمین سے ایک تابوت نکالا جس میں حضرت آدم علیہ السّلام کی ہڈیاں تھیں اس کو کشتی میں داخل کیا اور کعبہ کے گرد بہت طواف کیا پھر روانہ ہوئی اور کوفہ پہونچی تو خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو اندر کینچ لے جس طرح کہ اس کی ابتدا مسجد سے ہوئی تھی۔ پھر نوح علیہ السّلام نے اس تابوت کو نجف اشرف میں دفن کیا۔

(حیات القلوب اردو، ج ۱, ص ۱۴۶, حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت نوح علیہ السّلام کے درمیان پندرہ سو سال کا فاصلہ تھا).

علا مجلسی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت آدم و حضرت نوح علیہ السّلام نجف اشرف میں دفن ہیں۔ لہذا جن حدیثوں میں آدم علیہ السّلام کا مکہ میں دفن ہونا ذکر ہوا ہے اور جن حدیثوں میں نجف اشرف میں تو وہ اس پر محمول ہیں کہ اول مکہ میں دفن ہوئے اور بعد میں نجف میں۔

خلاصہ

حضرت آدم علیہ السّلام کی عمر نو سو سال سے زیادہ تھی اور اسی طرح جناب حوّا علیہا السلام کی عمر بھی تقریبا اتنی ہی تھی۔

طول عمر معمولات میں نہیں ہے تو استبعاد میں بھی نہیں۔

حضرت شیث علیہ السلام طویل العمر نبی

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا :

"اول جو شخص حضرت آدم علیہ السّلام کے بعد مبعوث ہوا، حضرت شیث علیہ السلام تھے۔ ان کی عمر ہزار سال تھی۔"

(حیات القلوب، ج ۱, ص ۱۴۷)

علّامہ مجلسی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر ارباب تاریخ نے بیان کیا ہے کہ جب آدم علیہ السّلام کی عمر دو سو پینتیس (۲۳۵) سال ہوئی تو حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کی عمر نو سو بارہ سال تھی۔

طول عمر معمولات میں نہیں تو استبعاد میں بھی نہیں۔

حضرت نوح علیہ السّلام طویل العمر نبی

حضرت نوح علیہ السّلام الانبیاء کہلاتے ہیں۔ امام صادق علیہ السّلام اور امام ہادی علیہِ السلام سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السّلام کی عمر دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) سال تھی۔

حضرت قائم علیہِ السلام خاتم الاوصیاء ہیں اور شیعہ روایتوں کے مطابق آپ کی ولادت نیمہ شعبان ۲۵۵ ہجری میں ہوئی اس لحاظ سے ۱۵ شعبان ۱۴۳۵ ھ کو آپ کی عمر مبارک ۱۱۸۰ سال ہوئی اور یہ عمر اب بھی حضرت نوح علیہ السّلام کی عمر کی آدھی بھی نہیں ہے۔

قرآن مجید نے حضرت نوح علیہ السّلام کی تبلیغ و ہدایت کی عمر کو نو سو پچاس سال نقل کیا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ

(سورہ عنکبوت آیت ۱۴)

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تو ان میں پچاس کم ہزار برس (۹۵۰سال) رہے (اور ہدایت کرتے رہے اور جب قوم نے نہ مانا) تو آخر طوفان نے انہیں لے ڈالا اور وہ اس وقت بھی سرکش ہی تھے۔

اس آیت کے بعد کی آیت میں ہے **فَاَنْجَيْنَاهُ وَ اَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ**

اور پھر ہم نے نوح اور کشتی میں سوار لوگوں کو بچالیا۔

امام صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السّلام کی عمر دو ہزار پانچ سو سال تھی۔ آٹھ سو پچاس سال مبعوث ہونے سے قبل نو سو پچاس سال قوم کی ہدایت کا زمانہ، دو سو سال کشتی کی تیاری میں گذرے اور پانچ سو سال طوفان کے بعد زندہ رہے۔ جب پانی زمین سے خشک ہوا تو شہروں کی بنیاد ڈالی اور اپنی اولاد کو ان میں آباد کیا جب دو ہزار پانچ سو سال تمام ہوئے تو ملک الموت ان کے پاس آئے وہ دھوپ میں بیٹھے تھے، کہا: السلام علیک !حضرت نوح علیہ السّلام نے جواب سلام دیا اور پوچھا! اے ملک الموت کیوں آئے ہوا کہا روح قبض کرنے کی غزض ہے؟ اور اجازت مانگی یہ کہہ کر کیا اتنی مہلت دے سکتے ہو کہ میں ڈھوپ سے سایہ میں آجاؤں؟ ملک الموت نے کہا ہاں قبض روح کے لئے۔ آپ علیہ السلام نے کہا: کیا اتنی مہلت دوں کے کے آفتاب سے سایہ میں آجاؤں؟ کہا ہاں بس نوح علیہ السّلام سایہ میں گئے اور فرمایا۔ اے ملک الموت دنیا میں میری زندگی کی مدت دھوپ سے سایہ میں آنے کے مانند تھی۔ اب جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے بجا لاؤ۔ ملک الموت نے ان کی روح قبض کرلیا۔

(حیات القلوب ج ۱, ص ۱۴۷)

تذکر:

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور اس روایت کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت نوح علیہ السّلام دو ہزار پانچ سو سال زندہ رہے۔

طول عمر معمولات میں نہیں ہے تو استبعاد میں بھی نہیں۔

ندائے امام عصر علیہ السلام بعنوان درخواست :

مضمون کے آخر میں امام زمانہ علیہ السّلام کے اس فرمان کہ **وَ اَکْثِرُوْا الدُّعَاءَ بِتَعْجِیْلِ الْفَرَجِ فَاِنَّ ذَالِکَ فَرَجَکُمْ**
کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علیہ السّلام اپنے چاہنے والوں سے در خواست کر رہے ہیں کہ میرے ظہور کے لئے کثرت سے دعا کرو اور اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ کیا حضرت علیہ السّلام کی اس درخواست کا ہم نے مثبت جواب دیا؟

مثبت جواب یہ ہے کہ :

-ہم پر دسترخوان پر دعا کے ذریعہ ان حضرت علیہ السّلام کے حق نعمت کو ادا کریں۔

-ہر نماز میں قنوت میں دعائے فرج کو ضرور پڑھیں۔

-ہر نماز کے بعد ان حضرت علیہ السّلام کی سلامتی اور ظہور کے لئے دعا کریں اس سلسلہ میں بے شمار دعائیں مفاتیح الجنان، تحفتہ العوام، وظائف الابرار اور دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔

-کم سے کم دعا: پروردگارا! حضرت بقیتہ اللہ علیہِ السلام کے وجود مسعود کو ہر طرح کے خطرات سے محفوظ رکھ

مسلہ طول عمر اور علماء اہل تسنن

حضرت ولی عصر امام مہدی حجت ابن الحسن العسکری علیہِ السلام کی طولانی عمر ایک مدت سے موضوع بحث رہی ہے۔ دشمنان تشیع کی یہ کوشش رہی ہے کہ آل حضرت علیہ السّلام کی طول عمر کا بہانہ بنا کر عقیدہ مہدویت کو رد کریں اور تشیع کا مسخرہ کریں لیکن :

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

(سورۂ صف: آیت ۸)

وہ یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو منزل تمام تک لے جائے گا چاہے کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

اگر چہ طول عمر خلافت عادت ہے لیکن کسی بھی صبح اور سالم عقیدہ رکھنے والے مسلمان کو اس پر شک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ امر خداوند قادر کے لئے مقدور ہے۔ حکم الہی میں طول عمر رائج ہے اور ذات حق اپنی مصلحتوں کی بنا پر مخلوقات کی عمروں کو یا طولانی کر دیتا ہے یا انہیں کم کر دیتا ہے۔

صرف وہ دشمنان دین، جو تمام تاثرات کو طبیعیات اور ستاروں کا اثر بتاتے ہیں، اس امر یعنی طول عمر کو بعید سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی قادر مطلق خالق پر عقیدہ رکھتا ہے ہر گز اس طرح کے شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔ لہٰذا، بات کو اگر سمیٹیں تو دو اعتراضات سامنے آتے ہیں :

الف : اس طرح کی طولانی زندگی عادتا بعید ہے

ب : انبیاء علیہم السّلام کے علاوہ دوسروں میں اس طرح کی زندگی بعید ہے۔

ان دونوں اعتراضات کا ہم یہاں جواب دینے کی کوشش کریں گے **بِعَوْنِ اللهِ وَ تَوْفِيْقِهٖ** **معمرین** (یعنی وہ افراد ان کو طول عمر دی گئی ہے) کی مثالیں

تمام مسلمان اجماعا اس بات کے معتقد ہیں کہ اولوالعزم پیغمبر حضرت نوح علیہ السّلام ایک طولانی عمر کے حامل تھے اور انہوں نے اپنی زندگی کے کم از کم ۹۵۰ سال تبلیغ دین میں گذارے۔ اس بات کی گواہی خود کتاب خدا نے دی ہے :

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا .....

(سورۂ عنکبوت (۲۹): آیت ۱۴)

اور بیشک ہم نے نوح کو انکی قوم کی طرف بھیجا پس انہوں نے ان کے درمیان ایک ہزار میں پچاس سال کم زندگی بسر کی .....

تمام علماء شیعہ اور اہل تسنن اجماع ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام جو حضرت نوح علیہ السّلام کی دوسری نسل میں سے تھے اور قرآن کریم کی داستان کے مطابق حضرت موسی بن عمران علیہم السّلام کے ہم نشین تھے اور آج تک باحیات ہیں۔

مندرجہ بالا دو مثالیں ہماری بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں اور ان مسلمات میں سے ہیں کہ جن کے متعلق کوئی مسلمان بھی شک نہیں کر سکتا ہے۔

مؤرخین کا اجماع اس بات پر بھی ہے کہ حضرت لقمان علیہِ السلام بھی حیات طولانی کے حامل تھے۔

متعدد روایات اور اخبار نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برجستہ صحابی جناب سلمان محمدی علیہِ السلام کی طولانی عمر کا بھی ذکر کیا ہے۔ کچھ نے یہاں تک لکھ دیا کہ وہ حضرت عیسی علیہ السّلام کے زمانے سے موجود تھے اور عمر ابن خطاب کے دور حکومت میں انتقال ہوا۔

محدث جلیل القدر شیخ محمد ابن علی ابن الحسن ابن بابویہ القمی رحمۃاللہ علیہ جو صدوق کے لقب سے معروف ہیں اپنی کتاب **" کمال الدین و تمام النعمۃ "** میں معمرون کے تعلق ایک دلچسپ بات تحریر فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ "معمرون کے متعلق جو خبریں ہم تک پہنچی ہیں وہ ہمارے لئے امام زمانہ علیہ السّلام کی غیبت کی دلیل نہیں ہیں کیونکہ غیبت ہمارے لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور ائمہ معصومین علیہم السّلام کی روایات شریفہ سے ثابت ہے اور یہ روایات ہمارے لئے اسی طرح قابل اعتماد ہیں جیسے اصل اسلام اور شرائع اور احکام کی حدیثیں۔ بلا ریب، یہ روایت ہمارے لئے معمرون کی خبروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں۔ اس کتاب میں اس طرح کی خبروں کونقل کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح کی خبروں کو پڑھنے کا شوق سب کو ہوتا ہے چاہے وہ موافق ہو یا مخالف. اور جب وہ ان خبروں کو پڑھیں گے تو ممکن ہے کہ وہ اس کتاب کے دوسرے موضوعات کا بھی مطالعہ کر لیں اور ان سے باخبر ہو جائیں۔ دوسری بات جو معمرون کے تعلق اہمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ عربوں میں یہ عادت تھی کہ انساب اور شجرہ لکھنے میں وہ بڑی دقت سے کام لیتے تھے اور وہ افراد جنکا نام معمرون کی فہرست میں آیا ہے۔ انکے نام کے ساتھ ساتھ ان کے آباء و اجداد کا نام بھی مذکور ہے۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی افسانہ نہیں بلکہ حقیقتوں مبنی ہے۔ "

محدثین اور وہ افراد جنکی روایت حجت ہیں (مختلف فرقوں اور عقائد سے تعلق رکھنے والے) نے معمرون کی خبریں نقل کی ہیں اور اسکے متعلق خبروں کے ساتھ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

مشہور محدیث فقیہ اور تم اور متکلم محلی ابو الصالح الحلبی (۳۷۴ ھ- ۴۴۷ ھ) نے اپنی کتاب "تقریب المعارف'' میں معمرون کا ذکر کیا ہے۔ ویسے تو انہوں نے متعدد معمرون کا ذکر کیا ہے لیکن اختصار کی خاطر ہم یہاں چند ایک کے ذکر پر اکتفاء کریں گے۔ جن قارئین کو مزید مطالعہ کا شوق ہے وہ مذکورہ کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

عمرو ابن حمحمتہ الدوسی چار سو سال زندہ رہا۔ وہ خود اپنے بارے میں کہتا ہے میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری عمر طولانی ہو چکی ہے گویا میں اس شخص کی طرح ہوں جسے سانپ نے ڈس لیا ہو اور اس کی رات ختم ہی نہیں ہو رہی ہو۔ موت نے مجھے نابود نہیں کیا لیکن گرمہ اور بہار کے کئی سال میں دیکھ چکا ہوں۔ تین سو سال تو گذر چکے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ چار سو سال بھی کٹ جائیں گے۔

(المعمرون والوصایا - ابو حاکم السجستانی ص ۵۸ ؛ کنز الفوائد، ص ۲۹۵)

مستوغر جس کا اصل نام تھا عمرو ابن ربیعہ ابن کعب ابن سعد ابن زید ابن مناۃ ابن تمیم ابن مر ابن اذ ابن طلحہ ابن الیاس ابن مضر۔ یہ تین سو سال زندہ رہا اور کئی اشعار کہے۔

(المعمرون والوصایا, ص ۱۴-۱۲)

زبیر ابن جناب - یہ ۲۰۰ سال زندہ رہا۔ اس نے اشعار کہے ہیں جنکا مضمون یہ ہے۔"یقینا میری عمر بہت ہو چکی ہے، اب مجھے پروا نہیں کہ صبح ہوتی یا رات؛ زندگی کے دو سو سال پورے کر کے واقعاً تھک چکا ہوں۔ اب جینے کی بالکل تنا نہیں ہے۔ "

(المعمرون و الوصایا، ص ۳۴)

ذو الاصبغ یہ ایک فصیح شاعر تھا اور عرب کے حکماء میں اس کا شمار ہوا کرتا تھا۔ ابو حاتم کی روایت کے مطابق اس کی عمر تین سو سال تھی اور اس سے خوبصورت اشعار نقل کئے گئے ہیں۔

(الامالی، سید مرتضیٰ رحمۃاللہ علیہ، ج ۱, ص ۲۵۱-۲۲۳)

ربیع ابن ذبغ فزاری - یہ بھی معمرین میں سے ایک تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ عبدالملک ابن مروان کے پاس آیا۔ عبدالملک نے اس سے کہا: اے ربیع ! مجھ سے نقل کرو کہ تمہاری عمر کتنی ہے اور تم نے اپنی اس طولانی عمر میں کن کن چیزوں کا مشاہد کیا ہے؟

نیب نے جواب دیا: میں نے اپنے بارے میں یہ شعر کہا ہے۔ "میں وہی ہوں جس نے عمر جاویدانی کی امید کی ہے اور بیشک میری عقل سلیم ہے اور میں حجر میں پیدا ہوا ہوں۔" (حجر وہی شہر یمامہ ہے اور بنی عقیل میں ایک محلہ کا نام ہے)۔

عبدالملک نے کہا: "میں نے بچپن میں یہ شعر سنا تھا۔ ائے ربیع تو بڑا خوش قسمت ہے۔ اپنی زندگی کی تفصیلات میرے لئے بیان کر۔"

ربیع نے کہا میں نے دو سو سال فترۃ کے زمانہ میں گذارے (فترۃ : یعنی حضرت عیسی علیہ السّلام اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کا زمانہ)۔ ایک سو بیس سال جاہلیت میں بسر کیئے اور ساٹھ سال اسلام میں زندگی بسر کی۔ "

(کمال الدین، ج ۲ ص ۵۵۰-۵۳۹؛ الامالی، سیّد مرتضیٰ رحمۃاللہ علیہ، ج ۱، ص -۲۵۳ ۲۵۵)

عبد المسیح ابن بقیلہ - اسکی عمر ساڑے تین سو سال تھی۔ اس نے اسلام کے زمانے کو پایا لیکن اسلام قبول نہیں کیا اور نصرانی مذہب پر باقی رہا۔

(الامالی، سیّد مرتضیٰ رحمۃاللہ علیہ، ج ۱، ص ۲۶۲-۲۶۰)

اکثم ابن صیفی اسدی - اس نے ۳۳۰ سال زندگی بسر کی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کو درک کیا۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھنے سے پہلے ہی ان پر ایمان لایا تھا۔ اس سے بہت سی احادیث اور حکمت آمیز جملے نقل ہوئے ہیں۔

(العمرون، ص ۲۵-۱۴)

صیفی ابن ریاح - اس کی عمر ۲۷۰ سال تھی اور آخری سانس تک اسکی عقل ویسے ہی صحیح اور سالم رہی۔

(المعمرون, ص ۱۴۶)

ضبیرة ابن سعد ابن سہم ابن عمرو - اس نے ۲۲۰ سال زندگی بسر کی لیکن بڑھاپا نہیں آیا تھا۔

(المعمرون، ص ۲۵)

حارث ابن مضلض جرہمی - اسکی عمر ۴۰۰ سال تھی اور اس نے اسلام کے زمانہ کو دیکھا لیکن مسلمان نہیں ہوا۔ جنگ حنین میں واصل جہنم ہوا۔

(المعمرون، ص 8)

خلاصہ

وہ افراد جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان لوگوں کے لئے کہ جو علوم سے آشنا ہے انجان نہیں۔ اس بات کی طرف توجہ ضروری ہے کہ ان اشخاص میں انبیاء الہی علیہم السّلام، کفار، مشرکین، اہل کتاب اور کھلے ہوئے گنہگار ہیں۔ لہذا وہ افراد جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام علیہ السّلام کی طولانی عمر ایک خارق العادہ چیز ہے اور خارق العادہ صرف اور صرف انبیاء الٰہی علیہم السّلام تک منحصر ہے، انکا عقیدہ بے بنیاد ہے کیونکہ مندرجہ بالا فہرست میں ابرار اور فجار دونوں شامل ہیں۔ بہر حال، جیسا کہ عرض کر چکے ہیں کوئی بھی مسلمان کبھی بھی قدرت پروردگار پر شک کر ہی نہیں سکتا اور خدا جسے چاہے طولانی عمر دے سکتا ہے اور جسے چاہے بطن مادر میں موت دے دے۔

بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ

(سورة انبیاء (۲۱): آیت ۴۴)

بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو تھوڑی سی لذت دنیا دے دی ہے یہاں تک کہ ان کا زمانہ طویل ہوگیا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ

(سورہ (۲۲): آیت ۵)

اے لوگو اگر تمہیں دوبارہ اٹھائے جانے میں شبہ ہے تو یہ سمجھ لو کہ ہم نے ہی تمہیں پہلے ناک سے بنایا ہے پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جس میں سے کوئی مکمل ہو جاتا ہے اور کوئی ناقص ہی رہ جاتا ہے تا کہ ہم تمہارے اوپر اپنی قدرت کو واضح کر دیں ہم جس چیز کو جب تک چاہتے ہیں رحم میں رکھتے ہیں اس کے بعد تم کو بچّہ بنا کر باہر لے آتے ہیں پھر زندہ رکھتے ہیں تا کہ جوانی کی عمر تک پہنچ جاؤ اور پھر تم میں سے بعض کو اٹھا لیا جاتا ہے اور بعض کو پست ترین عمر تک باقی رکھا جاتا ہے تاکہ علم کے بعد پھر کچھ جاننے کے قابل نہ رہ جاؤ اور تم زمین کو مردہ رکھتے ہو پھر جب ہم پانی برسا دیتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کی خوبصورت چیز اگانے لگتی ہے۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ

(سورة فاطر (۳۵): آیت ۱۱)

اور کسی بھی طویل العمر و جو عمر دی جاتی ہے یا عمر میں کمی کی جاتی ہے یہ سب کتاب الہی میں مذکور ہے اور اللہ کے لئے یہ سب کام بہت آسان ہے۔

زندگی کی مدت کو بھی اللہ تعالی نے اپنی ہی طرف منسوب کیا ہے یعنی یہ فعل ہے جو پروردگار اپنے اختیار اور حکمت سے انجام دیتا ہے۔ اس کے اختیار اور حکمت پر شک کرنے والے نہ صرف یہ کہ اسلام کے دائرے سے خارج ہے بلکہ انسانیت سے بھی محروم ہے۔ بالخضوں، اگر آپ سورہ فاطرکی آیت پر غور کریں تو رب العزت نے باقاعدہ یہ واضح کر دیا کہ کسی کی عمر طولانی کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے لہذا شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

اہل تسنن کے مشہور عالم سبط ابن جوزی تذکرۃ الخواص، ص ۳۷۷، پر تحریر فرماتے ہیں :" تمام شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ الخلف الحجۃ زندہ ہیں باحیات ہیں اور اپنا رزق اپنے پروردگار سے پا رہے ہیں۔ وہ اپنے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے چند ایک دلائل پیش کرتے ہیں جن میں کچھ اس طرح ہیں: متعدد افراد جیسے خضر اور الیاس علیہم السّلام کو طول عمر عطا کی گئی ہے اور کوئی انکی اصل عمر سے واقف نہیں ہے۔ توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ ذوالقرنین علیہِ السلام کی عمر ۲۰۰۰ سال تھی لیکن مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انکی عمر ۱۵۰۰ سال تھی "...

حافظ گنجی شافعی نے امام علیہ السّلام کی طول عمر کی توجیہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام، حضرت خضر علیہ السّلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کی طولانی حیات سے کی ہے۔ اسکے علاوہ، انہوں نے دجال اور ابلیس کی طولانی عمرکو بھی دلیل قرار دیا ہے۔ اور اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے وہ صحاح ستہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

(البيان في اخبار صاحب الزمان، ص ۲۵)

اگر ہم توریت کا مطالعہ کریں، کتاب خلقت کا پانچواں باب آیات ۵,۱۱,۱۴,۱۷,۲۰,۲۳,۲۷ اور ۳۱ میں کئی افراد کی طولانی عمر کا تذکرہ ہے۔

اس ضمن میں مناسب ہے کہ مشہور عالم دین سید ابن طاؤس رحمۃاللہ علیہ سے ایک دلیل نقل کریں کہ جو انہوں نے اپنی کتاب "كشف المحجة" فصل ۷۹ میں تحریر فرمایا ہے ۔ آپ لکھتے ہیں کہ یہ دلیل انہوں نے اہل تسنن کے سامنے ایک مناظرے میں پیش کی تھی اور وہ اس طرح ہے۔ اگر کوئی شخص شہر بغداد میں یہ دعوی کرے کہ وہ پانی پر چل سکتا ہے تو اس کے اس کارنامے کو دیکھنے کے لئے ایک بڑا مجمع جمع ہوگا اور جب وہ یہ کام انجام دے دیتا ہے تولوگ اسکے اس کارنامے پر تعجب کرتے ہیں دوسرے دن ایک دوسرا شخص ہیں دعوی کرتا ہے اور اسی کام کو انجام دیتا ہے لیکن اب تعجب کی شدت میں کمی آجاتی ہے کیونکہ اس سے پہلے کوئی کام انجام دے چکا ہے۔ تیسرے دن ایک تیسرا شخص یہی دعوی کرتا ہے لیکن اب مجمع کم ہوگا کیونکہ دو لوگ یہ کام انجام دے چکے ہیں اور اب لوگوں کا تعجب بھی کم ہوگا۔ جب دس یا اس سے زیادہ افراد اس کام کو انجام دیں گے تو لوگ تعجب نہیں کریں گے اور اب یہ بات لوگوں کے درمیان ایک معمولی بات قرار پائے گی۔ جب تم عیسی، خضر، الیاس، ادریس علیہم السّلام وغیرہ کی طول عمر کے قائل ہو سکتے ہو، تو پھر اس میں تعجب کیا ہے کہ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خاندان سے کسی کو طولانی عمر عطا کی؟ تم نے خود اپنی کتابوں میں اس بات کو نقل کیا ہے کہ ایک شخص دنیا کے کونے کونے کو مشرق سے لے کر مغرب تک عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ یقیناً یہ امر یعنی دنیا کا انصاف سے بھر جانا۔ امام مہدی علیہ السلام کی طول عمر سے زیادہ تعجب آمیز ہے! تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ عیسی چوتھے آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے اور مہدی علیہِ السلام کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔ واقعا یہ بات بھی مہدی علیہِ السلام کی طول عمر سے زیادہ تعجب خیز ہے؟ ‘‘

ان واضح دلائل کے بعد شک کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔ جب تاریخ میں اتنے لوگ طولانی عمر بسر کر چکے ہیں اور جنکا ذکر توریت، انجیل، تاریخ، قرآن اور احادیث میں موجود ہے تو پر تعجب کیا؟ تعجب تو یہی ہے کہ مسلمان ابلیس اور دجال کی طولانی حیات پر شک نہیں کرتا لیکن جب حجت خدا کی بات آتی ہے تو اسے دماغ میں فطور بھر جاتا ہے ممکن ہے کہ یہ بھی وسوسہ ابلیس ہو جو اسے خدا اور حجت خدا سے دور کرنے کی کوشش کر رہا ہو !

درازی عمر از نظر سائنسی

تمہید

یہ ہمارا یقین کامل ہے کہ اس زمانے میں اس روئے ارض پر امام زمانہ علیہ السّلام اللہ کی حجت ہیں۔ یہ بھی ہمارا یقین ہے کہ اللہ نے اپنےفضل و رحم لازوال سے انھیں عمر طویل عطا کی ہے۔ جولوگ ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یقین غیر سائنسی ہے۔

اس مضمون کا مقصد غیر متنازعہ طریقے سے قارئین کے لئے سائنسی نتیجہ سے امام عصر علیہ السلام کی عمر طویل کی توضیح کرنا نہیں ہے۔ بلک محترم قارئین کے ذہنوں میں پائے جانے والے عمر درازی کے تصور کو واضح کرنے کی چھوٹی سی کوشش ہے ان کو ان متماثل نظریات سے آگاہ کرنے کی کوشش ہے جو آج کے سائنسی دور میں سائنس کی مختلف شاخوں کے ساتھ عیاں ہیں ۔ اور اس سے یہ کہا جائے کہ امام عصر علیہ السلام کی عمر طویل منطقی طور سے ممکن ہے اور سائنسی امکانات کے دائرہ میں ہے۔

جیسے کہ آج سائنس متعارف ہے حالانکہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے اپنے تاثرات کے دائرے میں ایک چوٹا سا رقبہ رکھتی ہے اور وہ انسانی جسم کے ظاہری حصے ہیں اور وہ بھی صرف انسانی سسٹم ہیں جو تجرباتی طور سے جانچے اور لکھے جاسکے ہیں اس میں بھی سائنسدانوں کو انسانی سسٹم میں کوتاہی کا خوف ہے۔ وہ اس کا اندازہ لگانے اور پیمائش کے سسٹم کی کوتاہی کو دور کرنے سے قاصر ہیں۔ سسٹم کی پیمائش میں بھی اکثریت کے ساتھ اثرات دیکھے گئے ہیں لیکن ان کی علت اور ان کے اثرات کو چلانے والے کی بالکل کوئی خبر نہیں ہے۔ اسی لئے انگنت عوامل ہیں جو انسانی زندگی کو چلاتے ہیں اور جسمانی اور روحانی مقدار و محصور کئے ہوئے ہیں۔ نہ انکا مطالعہ کیا گیا ہے نہ ان کی جانکاری ہے۔ لیکن جو ہم کو ملتا ہے وہ اتنا ہی متعجب ہے کہ ہر مطالعہ ونظریہ اور تصور تبھی کام کرتا ہے جب وہ انسانی زندگی کو محدود کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور علامات کا محقق چاہے وہ سائنس کے کسی بھی حلقہ سے تعلق رکھتا ہو، بڑے بخل کے ساتھ اس بات کو قبول کرتا ہے کہ انسانی زندگی کی کوئی حد نہیں ہے اور سائنس کی تحقیق درحقیقت عمر انسانی کو طویل کرنے کا ایک ذریعہ بن جاتی ہے۔

یہی وہ نتیجہ ہے جس کو حاصل کرنے کی ہر کوشش کریں کے مختلف نظریات، عوامل اور خیالات کی تشریح کے ذریعہ جو نظریات اور محققین سے ملی ہیں۔

سب سے پہلے ہم یہ حقیقت پیش کریں گے کہ تجرباتی ثبوت مکمل طور پر دو سو برس سے سامنے آئے ہیں۔ اس سے پہلے سائنس کے کلام کی کوئی پُختہ تصدیق نہیں ہے اور حقیقی سائنس یہی کہے گی وہ غیر ثابت ہے حالانکہ غلط نہیں ہے اسی لئے ہم بری طرح سے اپنی جستوجو میں متزلزل ہیں۔ ہم یہ نہیں پوچھتے کہ اکثر لوگ جو اپنی زندگی کے سو برس یا اس سے زیادہ گزارتے ہیں۔ آیا وہ طبیعی طور پر اختتام پذیر ہوتے ہیں یا عناصر اربعہ کے غیر متوازن ہونے کی بنا پر ختم کی منزل پر آجاتے ہیں۔

بلکہ ہم ان نقطہ کی طرف شارہ کریں گے جو عنقی ہیں اور بہت کم ملتے ہی لیکن پھر بھی اس دنیا کا حصہ ہیں۔

ہم وجہ کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گئے (cause & effect) کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی

قارئین کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ ایک ایسا بھی سائنسی نظریہ ہے جس میں کبھی نہ ختم ہونے والی حیات کا تصور پایا جاتا ہے۔ اور کچھ ایسے جاندار ہیں جن میں بے انتہا عمر پائی جاتی ہے یا تقریبا کبھی نہ ختم ہونے والی عمر۔

۱ - پنیڈ و پوپیولس ٹریومیو لونڈس پیڑ ہے (Aspen Quaking)

یا کلونل کالونی ہے جس کی عمر اندازا اسی ہزار برس ہے Quaking Aspen)
Bryce Canyon National Park

Service

۲ - جیورو پااواک کالونی کی عمر کم از کم ۱۳۰۰۰ برس یا دوسرے نظریہ سے ۵۰۰۰ سے ۳۰۰۰۰ برس ہے۔

۳ - میڈ یٹرانین سمندر میں سی گراس پوسیڈونیا اوسیا نکا ایک بہت بڑی کالونی ہے جس کو ۱۲۰۰۰ سے ۲۰۰۰۰ برس کے درمیان اندازہ گیا ہے۔ اسے پانی کی سطح کے اوپر .... سے ۸۰۰۰ برس کے اوپر ۱۰۰۰۰ سے ۸۰۰۰۰ برس کے درمیان سمجھا گیا ہے۔

(Peartman Jonathan (2012-02-07) Older Living thing on Earth discovered

The Daily Telegraph (London)

۴ - تسمانیہ میں کنگس لوماتیا : اس روئے ارض پر ایک ایسی کلونل کالونی ہے جس کی عمر کم از کم ۴۳۶۰۰ برس تصور کی جاتی ہے۔ Discovery Channel 21st) Oct 1996)

۵ - پوکالیپٹس رکر وا کلونس کا آسٹریلیا میں ۱۳۰۰۰ برس کی عمر ہونے کا دعوی ہے۔ Oldest Living

(Bacteria" Ancient Organism Extreme Science)

یہ کچھ ایسے جانداروں کی مثالیں ہیں جو ایک عمر طویل گزار چکے ہیں اور ان کے باقی رہنے کے قوی امکانات پائے جاتے ہیں۔ ہم ایسے دو جانداروں کی مثال کو شامل کریں جو حد جمود میں ہیں اور اُنہیں

متحرک کیا جاسکتا ہے۔

۶ - لاکھوں برس بعد بھی تحول کو متحرک کرنے کا دعوی جان ڈالنے والے بیکٹیریل اپورس کے ذریعے کیا گیاہے اسپورس کے ایسے دعوے ہیں جس میں ۴۰۰ لاکھ برس بعد بھی جان ڈالی گئی ہے۔Cane RJ Barucki M.K. 19th May 1995

Revival and Identification of bacterial spore sin old year 40 million 25 domicanber: Science 268 (5213)) .1060-1064)

۲ - نیومیکسیکو میں نمک کے جمود سے اسپورس ۲۴۰۰ لاکھ برس بعد دوبارہ زندہ ہو رہا ہے۔

Journals Oxford 2001-02-15) ("The Permian bacterium That isn't

ان مثالوں کا مقصد اس بات کو واضح کرنا ہے کہ جراثیم بہت زیادہ وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور اوپر کی مثالیں اپنی انتہا پر نہیں ہیں بلکہ یہ دکھاتی ہیں کہ چھ پر جاتیں ایسی بھی ہیں جو بہت زیادہ وقت تک زندہ رہ سکتی ہیں۔ آگے جو ثبوت پیش کئے جارہے ہیں وہ اس حقیقت کی تصدیق کے لئے ہیں کہ چاہے بھلے ہی انہیں پر جاتیوں کے جراثیم کم زندہ رہتے ہوں لیکن یہ ثابت شدہ مثالیں زیادہ وقت تک زندہ رہی ہیں حالانکہ مثالیں بہت سی ہیں لیکن بار دیگر ہم یہاں اختصار سے کام لیں گے۔

عمر طویل کے ساتھ ایک اکیلا پودا

۱ - ایک عظیم بیسن بر سٹلکون پائن (پائنس لونگا ٹوا) رنگ کاؤنٹ کے زریعے ۵۰۶۳ برس کا پایا گیا ہے

(Rocky Mountain Tree "Oldist" Ring Research)

عموما صنوبر کے درخت کی حیات ۲۰ سے ۱۰۰ برس کے درمیان ہوتی ہے مگر ایسے بہت سے صنوبر کے درخت ہیں جو ہزاروں برس سے ہیں۔

۲ - لینگر نیو یو یوروپ کا سب سے پرانا اور دنیا کا دوسرا یا تیسرا سب سے پرانا درخت ہے اس کی عمر ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۰ برس کے درمیان مانی جاتی ہے یہ پرانے زمانے کا درخت (ٹیکسس بکاٹا) نیو ساؤتھ ویلس میں لینگر نیویو کے ایک گاؤں کے قبرستان میں ہے پیڑ کی عام حیات ۱۰۰ برس لیکن بہت ثبوت کے ساتھ اس کی حیات ہزاروں برس بھی ہوتی ہے۔

نوٹ

درختوں کی عمر کا اندازہ بآسانی سے لگایا جاسکتا ہے اس لئے یہ واضح ہے جانوروں کے سلسلے میں یہ مشکل ہے۔

عمر طویل کے ساتھ انفرادی جانور

۱ - ٹورسو پسس ڈوہرنی، کبھی نہ مرنے والی جیلی فش (مچھلی) سب سے زیادہ زندہ رہنے والی جانور جو ہمیشہ کے لئے رہ سکتی ہے اس کو چھوڑ کے دوسرے قسم کی جیلی فش کی عام عمر ۳۰ پرس ہے۔

۲ - (بحر انٹارٹکا کے قریب اسفنج کی کچھ نسلیں ملتی ہیں جو تقریبا ۱۰۰۰۰ برس پرانی سمجھی جاتی ہیں عموما ان کی عمر ۲۰ برس ہے۔

۳ - (بلیک کورل جینس لیو پیتھس کے کچھ نمونے اس سیارہ پر سب سے زیادہ رہنے والے جراثیم سمجھے جاتے ہیں تقریبا ۴۲۶۵ برس پرانے, عموما اس کی حیات سو برس ہے۔

۴ - ایڈویٹا ایک بہت بڑا کچھوا ہے جو مارچ ۲۰۰۶ میں ۲۵۵ برس عمر گذار کر مرا ہندوستان، کلکتہ کے علی پورزومیں) جبکی ان کی عمر ۸۰ برس ہے۔ یہ ثابت کرتا ہے

کہ عام عمر اس بات کی حد بندی نہیں کرتی کہ کوئی اس سے ہٹ کے طویل عمر تک زندہ ہے اس لئے پہلا نکتہ جس پر بحث کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ عمر طویل کمیاب ہوسکتی ہے مگر نا ممکن نہیں۔

ہم نے مسرت کے ساتھ کچھ لوگوں کے نام اور مثالیں جمع کی ہیں جو نہ دیو مالا میں ہیں اور نہ اسلامی نظریات ہیں ڈیوٹرہا بابا (۱۹۸۹ - ۱۴۷۷) جس کی عمر قیاس ۷۰۰ برس سے زیادہ تھی لیکن یہ سب سائنس کے اعتبار سے غیر ثابت ہیں اس لئے ہم نے انکی طویل فہرست پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔ دوسری بات جو ہم ثابت کرنا چاہیں گے وہ یہ ہے کہ دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں موجود ہیں جس کو منطق یا سائنسی طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن پھر بھی انکا وجود ثابت ہے اسلئے سائنس اس بات کو نہیں کہہ سکتی کہ طول عمر ناممکن ہے کچھ چیزیں ایسی ہیں جو قدرتی نظریہ کے نزدیک سمجھی جاتی ہیں۔

۱ - رونی اور ڈرونی گیلین (پیدائش ۱۹۵۱، ۲۸ اکتوبر) دو امریکی جڑواں ہیں جو کمر کے پاس ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ابھی بھی زندہ ہیں یہ ایک ہی اورگین (organ)استعمال کرتے ہیں اور ان کے نام سب سے زیادہ زندہ رہنے والے جڑواں کا ریکارڈ ہے۔

۱ - لینا میڈینا(پیرو کے ٹیکر پیو ضلع سے) کو آپریشن سے ایک بچہ ہوا جس کی عمر اس وقت صرف ساڑھے ۵ برس تھی بچہ ھا وزن ۲ء ۶۴ کیلو اور لمبائی ۵ء۴۷ تھی اس بچے کا نام جیراڈو رکھا گیا میڈینا کہ والدین جنھوں نے سوچا کہ شاید ان کی بیٹی کے پیٹ میں ٹیومر ہے اپنی بیٹی کو مارچ کے آخر میں اسپتال لے گئے جہاں وہ ۷ ماہ کی حاملہ پائی گئی یہ سائنسی طور پر رقم کیا گیا ہے۔

۳ - ایک ۲۵ برس کا ویسٹ ورجینیا کا رہنے والا شخص جو مکمل طور پر دو پیٹ رکھتا ہے اس کو UPI پریس نے ۵ اگست ۱۹۸۱ کو شائع کیا تھا۔

یہ مثالیں سائنس کو محدود کرتی ہیں اور نئے نظریات کے لئے راہیں ہموار کرتی ہیں اس لئے طول عمر حالات عامہ کے خلاف تو ہوسکتی ہے مگر کچھ بھی ممکن ہے۔ اس بحث کا اگلا قدم یہ ہے کہ سائنسداں خود طول عمر کے امکان میں یقین رکھتے ہیں اس کو ثابت کرنے کا سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ ان سائنسی کوششوں کو پیش کیا جائے جس میں طول عمر کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

طول عمر اور زندگی کا انداز انسانی آبادی میں طول عمر کو بڑھانے کے لئے انھیں بہتر زندگی مہیا کی جانی چاہیے جیسے غذائیت اور حفظان صحت اور انڈسٹریل کے پہلے اوقات میں نوجوان اور ادھیڑ عمر میں اموات عام تھیں اور ۷۰ برس کی عمر تقریبا نادر تھی اور یہ جینیات کی وجہ سے نہیں ہے لیکن اس کی وجہ ماحولیاتی تھی جیسے بیماری حادثات اور غذائی قلت وغیرہ ۲۰ ویں صدی سے پہلے بہت سے مرض لا علاج تھے بچے کی ولادت سے اموات خواتین میں عام تھیں اور بہت سے بچے بھی موت سے جا ملتے تھے اس کے علاوہ بہت سے بزرگ ایسے تھے جو بیماری کا مناسب علاج نہ ہونے کی وجہ سے مرجاتے تھے مثال کے طور پر برطانیہ میں ۱۸۷۱ء کی ایک مردم شماری (اپنی نوعیت کی پہلی) میں ایک مرد کی اوسط عمر ۴۴ برس پائی گئی لیکن اگر بچوں کی اموات میں کمی ہوتی ہے تو سن بلوغ میں زندگی بسر کرنے والے مردوں کی اوسط عمر ۷۵ برس پائی گئی۔

برطانیہ میں رہنے والے مردوں کی اوسط عمر ۷۷ برس اور عورتوں کی عمر ۸۱ برس متوقع ہے۔

مندرجہ ذیل نکات محققین اور ڈاکٹروں کی طرف سے عمر میں اضافہ کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔

روحانی سکون

مذہبی لوگوں کی عمر طویل ہوتی ہے ایسا سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً آیت اللہ بروجردی (آیت اللہ خوئی کے استاد) مرجع تقلید تھے اور بہت سے مسائل کا سامنا کرنے کے باوجود ان کی عمر ۸۸ برس تھی ۲۔ آیت اللہ خوئی ۹۶ برس تک زندہ رہے اور اس عمر میں بھی لوگوں کے مسائل حل کرتے رہے۔

ڈاکٹر ولیمس پاک ایک مشہور امریکی ڈاکٹر جس نے یہ تجربہ کیا کہ ۷۰ برس کی عمر گزارنے والے ۱۰۰۰ افراد میں ۴۳ مذہبی, ۴۰ کسان، ۲۹ علماء اور ۲۴ ڈاکٹر ہوتے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں کہ مذہبی لوگوں کی عمر ڈاکٹر کی عمر سے تقریبا دوگنی ہے حالانکہ اس کے برعکس ہونا چاہیئے۔ دوسرے مذاہب اور قوانین بھی مراقبہ کا مشورہ دیتے ہیں جس سے عمر طولانی ہو سکے۔

وراثت

جینیا ایک شخص کی زندگی میں ایک عظیم کردار ادا کرتا ہے۔ چوہا بھی جینیاتی طور پر بنایا گیا ہے عام چوہوں کے مقابل دوگنی زندگی جینے کے لئے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ جینیات ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

غذائیت

یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ رانی مکھی دوسری شہد کی مکھیوں کے مقابل ۴۰۰ گنا زیادہ زندہ رہتی ہے بیل اور ایک مشہور فرانسیسی ماہر حیاتیات نے دریافت کیا ہے کہ رانی مکھی اپنی پوری حیات میں جیلی کھاتی ہے جبکہ دیگر مکھیاں صرف تین دن کھاتی ہیں۔

کم خوراکی

یہ دیکھا گیا ہے کہ جن کی حیات زیادہ ہوتی ہے ان کی خوراک کم ہوتی ہے اسلام بھی کھانا کم کھانے پر زور دیتا ہے

ماحول

آلودگی اور کشیدگی وغیرہ سے آزادی

تازہ ہوا

تازہ ہوا میں سانس لینا (خاص طور سے صبح کے وقت) اور ہریالی والے ماحول میں رہنا نہ کہ ایک ایسے کمرے میں رہنا جہاں ہوا کے آنے جانے کا راستہ نہ ہو۔

سرد آب و ہوا

سردی طویل عمر کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہے اور اعداد وشمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ سرد علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی زندگی گرم علاقوں میں رہنے والوں سے زیادہ لمبی ہوتی ہے۔

جدوجہد اور محنت

یہ عیاں ہے کہ محنت و مشقت کرنے والوں کی عمر کچھ نہ کرنے والوں کی عمر سے زیادہ طویل ہوتی ہے حالیہ مطالعہ میں یہ پایا گیا ہے کہ فرصت کے وقت میں معمولی سی ورزش انسان کی زندگی کو تقریبا ساڑھے چار برس بڑھا دیتی ہے۔

مندرجہ بالا نکات عام طور پر لوگ جانتے ہیں۔ اگر ایک شخص صحت مند طرز پر زندگی بسر کر رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں طبی سہولیات ہیں تو عمر طولانی ہوگی۔ لیکن ہماری آنکھ کھولنے والے سائنسدانوں کا مشاہدہ ہے جو ۲۰۰۲ء کے رسالے میں شائع ہوا تھا جہاں سائنسدان اوپن اور ووپل نے یہ انکشاف کیا کہ ماہر ین جو زور دیتے ہیں کہ متوقع زندگی ایک حد کو پہنچ گئی ہے ... بار بار غلط ثابت ہو چکی ہے وہ یہ کہ انسان ترقی پذیری کے ساتھ اپنی عمر میں لا محدود ترقی کر سکتا ہے، کریگا۔

۲ - عمر کی بیماری کے لحاظ سے درجہ بندی کی جانی چاہیئے مختلف نامور سائنسداں سختی سے محسوس کرتے ہیں کہ در اصل عمر عام جسمانی افعال کے خلاف بیماری ہے۔ سیزیز آر موڈی (اے اے آر پی کے لیے تعلیمی امور کے ڈائریکٹر) رقم کرتے ہیں کہ معمول کے مطابق کیا ہے اور بیماری کیا ہے یہ ایک تاریخی سیاق و سباق پر منحصر ہے ڈیوڈ جیمس (اسٹنٹ ڈائر یکٹر آف دی انسٹی ٹیوٹ آف ہیلدی ایجن) گ) سختی سے بحث کرتے ہیں کہ دراصل عمر کو بیماری کے نظریہ سے دیکھنا چاہیئے۔ عمر کی عالمگیریت کی وجہ سے وہ اسے بیماری کی خاص ترتیب کہتے ہیں رابرٹ ایم پرمیلین نے عمر کی وضاحت کے لئے ۱۹۵۴ء میں ایجنگ سنڈروم" اور پیچیدہ بیماری کے شرائط بتائے۔

۳ - مخالف عمر منشیات : عمر انسانی کو طویل کرنے کے لئے سب سے زیادہ مقبول طریقہ عمر مخالف منشیات اور نسخے ہیں آپ شہر میں ایسے اشتہارات کا سامنا کئے بغیر نہیں رہ سکتے جس میں جلد یا بالوں میں تبدیلی کے ذریعہ عمر کو دکھایا جاتا ہے۔

۴ - ٹیکنولوجی : نیو میڈیسین عمر کو طویل کر سکتی ہے حالانکہ بہت سے عمل کی تبدیل عمر کے لئے ذمہ دار سمجھی جاتی ہے۔ کے ایرک ڈرکسلر (نینوٹیکنولوجی کے بانیوں میں سے ایک ہے) نے خلیات کے مرمت کی مشین کے بارے میں بتایا جس میں خلیات کے اندر اندر کام کرنے والا غیر حقیقی اناخت کمپیوٹر کا استعمال شامل ہے اپنی ۱۹۸۶ کی کتاب انجنس آف کریشن میں انہوں نے یہ رقم کیا ہے۔

<u>ریمنڈ کرزویل</u>

ایک بھوشنیوادی نے اپنی کتاب "دی سنگلیٹر ی ازنیر میں بیان کیا ہے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ ترقی یافتہ میڈیکل نیرو بوٹکس ۲۰۳۰ تک مکمل طور سے عمر کے اثرات کا تدارک کرسکتی ہے۔

۵ کلوننگ

کچھ زندگی کو بڑھاوا دینے والے مشورہ دیتے ہیں تھیرا پیوٹک کلوننگ اور خلیہ میں سیل کی تحقیق ایک دن خلیات اور جسم کے حصوں کو پیدا کرنے کا راستہ فراہم کرسکتی ہے یا یہاں تک کہ پورے جسم (عام طور سے تولیدی کلوننگ) ایک ممکنہ مریض کے لئے جینیاتی طور پر پہچانے جائیں گے حال ہی میں امریکہ محکمہ دفاع نے چوہوں کے ذریعے اِنسانی جسم کے بڑھنے کے امکان پر تحقیق کا پروگرام شروع کیا ہے۔

۶ سنس :

بڑھاپا نہ ہونے کے برابر ہونے والی حکمت عملی : توسیع زندگی کی تجویز موجودہ اور مستقبل کے جیوراساءنک اور جینیاتی تکنیک کو جمع کرینگے نس اسٹیم سیل اور ٹیشو انجینئرنگ کے ذریعہ عمر کے اثرات کو کم کرنے کی تجویز دیتا ہے۔

یہ نوٹ کرنا اہم ہے مستقل سنس کانفرنسیں موجود ہیں اور بڑھتی عمر کو روکنے اور عمر میں اضافہ کی مہارت رکھنے والی فیلڈ ہے اس کو بایوجرنٹولوجی کہتے ہیں۔ سائنسی شعبوں میں ایسے بہت سے کارنامے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر یہ کہنا چاہیئے کہ دنیا میں ہزاروں سائنسداں ، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو عمر کو روکنے کے لئے اور عمرکو بڑھانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان کو عمر کو بڑھانے میں کامیابیاں بھی ملی ہیں گرچہ ابھی معمولی ہیں مگر مستقبل میں عظیم نظر آتی ہیں۔ اس کے بعد یہ کام ایک بنیادی خیال رکھتا ہے، اضافہ عمر کا بہت زیادہ امکان ہے۔

عمر درازی پر ایک آخری تحقیق ہے جس کو ہم نے علاحدہ رکھا ہے کیونکہ ٹیکنالوجی میں ترقی کے ساتھ عمر میں اضافہ ممکن ہے۔ یہ ہم رقم کر چکے ہیں بلکہ جسم کو سمجھا جائے تو یہ جس طرح بنایا گیا ہے اس میں لا محدود عمر ہے حالانکہ کم علمی کی وجہ سے وہ طریقے معلوم نہیں جس کے ذریعہ اس عمل میں لایا جائے۔

تخلیق نوکی تھیوری : حیاتیات میں تخلیق و تجدید، بحالی اور ترقی عمل ہے جومینیوم، خلیات اور پارتیکی کی قدرتی لچک سے ملاتا ہے یا ان حادثات کو دکھاتا ہے جو خلل اور نقصان کی وجہ ہیں ہر پرجاتی بیکٹیریا سے انسان کی تخلیق نو کی قدرت رکھتی ہے، آسان لفظوں میں، سیل جسم بناتے ہیں انسان سیلولر صلاحیت رکھتا ہے کہ جو سیل خراب ہو گئے ہیں ان کو بنا سکے یا تبدیل کر سکے یا ان سیل کی عمر بڑھا سکے جو

انسان کے جسم میں نئے پیدا ہوئے ہیں آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور مر جاتا ہے کیونکہ اس کی سیل کو دوبارہ بنانے کی صلاحیت سست پڑ جاتی ہے اور نقصانات بڑھ جاتے ہیں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ انسان جسم کے کچھ حصوں کو دوبارہ بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتا جیسے ہڈیاں لیکن مطالعے میں ملتا ہے کہ کچھ انسان ایسے بھی ہیں جو یہ صلاحیت رکھتے ہیں مئی ۱۹۳۲ء میں ایل ایچ میک کم نے دی کینیڈین میڈیکل ایسو سیءشن جرنل میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جو تخلیق نو کو واضح کرتی ہے۔

منقطع عددی انگلی واپس بڑھ گئی بزرگ لوگوں کے وہ انگوٹھے بھی واپس پڑھ سکتے ہیں جو پس کی وجہ سے ختم ہوجاتے ہیں یا جل جاتے ہیں واضح بایولوجیکل وجہ سائنس کو نہیں معلوم جو عمر سے تعلق رکھتی ہے حالانکہ بہت سی تھیوری ہے اور ساری دنیا کی پریوگ شالہ و تحقیقاتی مراکز نے جسم کے سیل سے جسم کے حصے بنانے شروع کر دیئے ہیں سائنسداں اس بات پرمتفق ہیں کہ انسان اس کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اپنے جسم کو نقصان سے دوبارہ درست کر سکے مگر ان کو نہیں معلوم کہ کیا چیز ان کی صلاحیت کو سست کرتی ہے لیکن اگر یہ صلاحیت قائم رہے جیسا کہ دوسرے جانداروں میں رہتی ہے تو انسان بہت زیادہ وقت تک زندہ رہے صرف ایکسیڈینٹ یا باہری بیماری اس کی زندگی کو منقطع کرسکتی ہے۔

ہمارا مقصد تھا کہ ہم طول عمر سائنسی تحقیق ونتائج سے ثابت کریں، اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس میں کامیاب ہوئے کہ، حالانکہ طول عمر عام نہیں مگر بہ نظر سائنس ممکن ہے۔ اس طرح یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں سائنسی امکانات کے دائرہ میں امام زمانہ علیہ السّلام کی عمر طویل حقیقت ہے۔

خلاصۃ

طول عمر کے بارے میں دو نظریہ پر عقل انسانی اپنی ارتقائی منزلوں کو طے کرتی ہے ۔ ایک اعتقادی جسکا تعلق مذہب سے ہے اور جس کی بنیاد تحقیق پر مبنی ہے۔ دوسرا نظریہ مادی اور علمی یا سائنسی ترقیاتی شعبوں کی رپورٹ پر جانچی یا تولی جاتی ہے۔ سائنسی اور علمی ریسرچ کے ذریعہ دانشوروں کی ایک فطری امید کا پیدا ہونا ہے عمر کو طویل کیا جاسکتا ہے اور اس پر بیانات آتے رہتے ہیں۔ اعتقادی طور پر تحقیق شدہ بات ہے کہ ہزاروں مثالیں طول عمر کی موجود ہیں۔ اور پھر جس خالق نے ہیں کم عمر دی ہے وہ میں طویل عمر دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ یاد رہے وہ قادر مطلق ہے۔

توجیہ

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو طویل عمر مل سکتی ہے تو ختم المرسلین کے وصی جو فخر عیسیٰ بن مریم ہیں ایک طویل عمر کیوں نہیں دے سکتا ہے۔ اور وہ خدا تو وہ ہے جو ہر شئی پر قادر ہے اب یہ اور بات ہے بر بنائے عناد تاویلات معمولات کی اصطلاحیں ہیں خالق کے لئے سامنے لاتے ہیں جس نے رقیم کے غار میں اصحاب کہف کو آج تک زندہ رکھا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بہکنے اور گمراہی کے ہزاروں راستے ہیں۔ ہدایت کا راستہ تو صرف ایک راستہ ہے جسے صراط مستقیم کہتے ہیں۔ اور جو ان کا راستہ ہے جو انعمت اور غیر مغضوب کے مصداق ہیں۔ مذکورہ بالا عبارت میں دانشوروں کی سعی طول عمر کی بابت تقاضہ کنہ فطرت ہے۔ مولا حجت ابن الحسن عسکری علیہ السّلام خلیفہ خدا کا ظہور نزدیک آرہا ہے۔ لوگ بعید سمجھتے ہیں قرآن اسے قریب کہ رہا ہے۔ عجل علی ظہورک ۔